Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمبر

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

جلد 62

شمارہ 02-03

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

27 صفر، 4 ربیع الاوّل 1434 ہجری قمری 17/10 صلح 1392 ہش 17/10 جنوری 2013ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 121 ویں جلسہ سالانہ کا عظیم الشان انعقاد

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

33 ممالک سے 18300 سے زائد شمع احمدیت کے پروانوں کی شرکت

یونین منسٹر محترم راج کمار صاحب، کا وزیر اعظم ہند کی طرف سے مبارکباد کا تحفہ ☆ محترم سیوا سنگھ سیکھواں صاحب نمائندہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب سردار پرکاش سنگھ بادل صاحب کی جانب سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قادیان تشریف لانے کی دعوت اور جلسہ کی دلی مبارک باد۔ ☆ ہندوستان کی سرکردہ شخصیتوں و معززین کے جلسہ پر مبارک باد کے پیغامات ☆ نماز تہجد ☆ درس القرآن ☆ ذکر الٰہی سے معمور ماحول ☆ ۳۵ نکاحوں کے اعلانات ☆ تین لنگر خانوں اور روٹی پلانٹ سے مہمانانِ کرام کی تواضع ☆ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی وسیع تشہیر ☆ ۔ شدید سردی کے باوجود پرسکون و خوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کاروائی کی تکمیل ☆ جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد

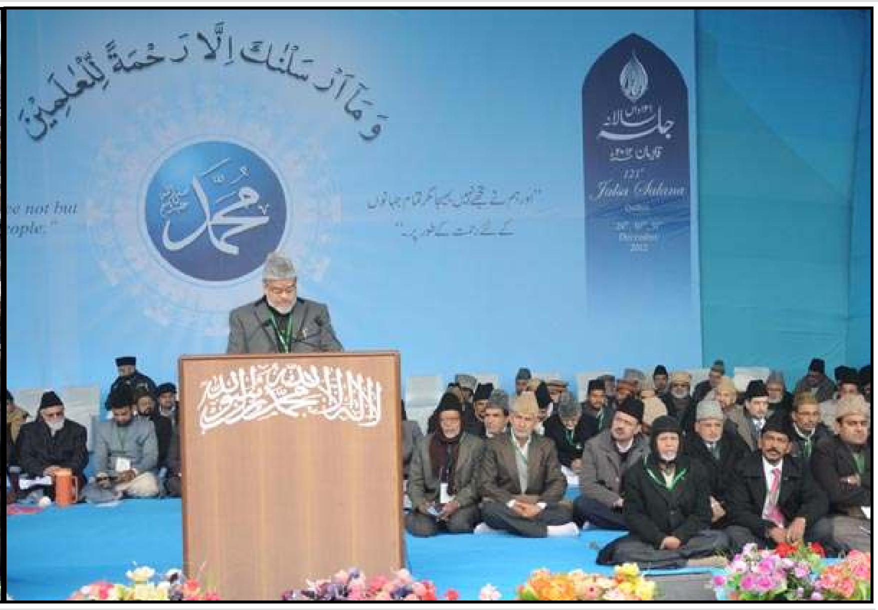

۱۲۱ ویں جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۲ کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان خطاب فرماتے ہوئے اس موقع پر سامعین کا ایک روح پرور منظر

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۲۱ واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ کو مرکز احمدیت قادیان میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی بطور افسر رابطہ جلسہ سالانہ کی منظوری عطا فرمائی۔

معائنہ کارکنان: جلسہ سالانہ کو احسن رنگ میں منعقد کرنے کیلئے ۲۴ دسمبر ۲۰۱۲ کو معائنہ کارکنان کی تقریب احمدیہ گراؤنڈ میں ٹھیک پونے گیارہ بجے نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و صدر انجمن احمدیہ قادیان تشریف لائے۔ تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا جو مکرم مبشر احمد صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں جملہ کارکنان سے محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے خطاب فرمایا:

آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ برطانیہ سے قبل خطبہ جمعہ میں بیان فرمودہ نصائح بیان کیں۔ دُعا کے ساتھ یہ تقریب برخاست ہوئی۔ اس طرح باقاعدہ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا آغاز ہوا اور آپ نے منتظمین، نائبین، معاونین کا معائنہ کیا اور شعبہ جات کے منتظمین کے ساتھ مصافحہ کیا اور کاموں کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر افسر جلسہ سالانہ قادیان محترم شعیب احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

پہلا دن، پہلی نشست بتاریخ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۲

زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان

۱۲۱ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے پہلے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترم ناظر اعلیٰ صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کے ساتھ اجلاس کا آغاز ہوا۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد کے فلک بوس نعروں کے ساتھ لوائے احمدیت کو فضا میں لہرایا گیا۔

گزشتہ رات تک موسم کافی خراب تھا۔ فجر کی نماز کے بعد بھی کڑاکے کی سردی تھی ہلکی بوندا باندی بھی ہوتی

(باقی صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

یاد رکھیں ناموس رسالت کیلئے کھڑا ہونا ہے تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کے سارے سال لگا دیں اس کا بہترین طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر چلنا ہے۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ وارفع مقام ختم نبوت کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بصیرت افروز تحریرات کی روشنی میں تشریح)

خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۲ بمقام طاہر حال لندن (برائے جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۲)

ہندوستانی وقت کے مطابق شام چار بجے تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کی اختتامی تقریب کا آغاز طاہر حال لندن سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نعیم احمد صاحب باجوہ نے کی۔ فارسی نظم مکرم سید عاشق حسین صاحب نے پڑھی۔ اردو نظم مکرم حفیظ احمد صاحب نے پڑھی۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ احزاب کی آیت مع ترجمہ پیش فرمائی۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (الاحزاب:۴۱) ترجمہ: نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں نہ ہونگے لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں ایک خبر یہ آئی ہے کہ علماء اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سال ۲۰۱۳ کو ناموس رسالت کے سال کے طور پر منایا جائے۔ یہ عجیب عشق رسول ہے کہ ایک سال آپ کے نام کر دیا اور بس۔ اس سے بھی کیا ہوگا ؟ اس سال بھی وہی سب کچھ ہوگا جو یہ نام نہاد علماء مذہب کے نام پر کرتے آئے ہیں یعنی اپنی انانیت کی تسکین کیلئے مظلوموں پر مذہب کے نام پر ظلم کرنا۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو داغدار کرنے کی کوشش کرنا۔ وہ رسول جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا اُس کے نام پر ظلم و بربریت۔ لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت مضبوط ہے اللہ تعالیٰ کے نام پر ظلم و تعدی کرنے والے ایک وقت خدا تعالیٰ کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ پس یہ نام نہاد تحفظ ختم نبوت والے خدا تعالیٰ کی ڈھیل کو اپنی کامیابی نہ سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا تو رحمۃ للعالمین کے اسوہ پر چلنے میں ہے۔ پس آج جو لوگ ناموس رسالت کے نام پر خون کر رہے ہیں یا اپنے مفادات کیلئے قتل و غارت کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دعوت دے رہے ہیں اور اپنے ظلم کی انتہا کو اس طرح کر رہے ہیں کہ نہ صرف امام مہدی علیہ السلام کا انکار کر رہے ہیں۔ بلکہ اس امام مہدی کے خلاف دریدہ دہنی کرر ہے ہیں انکا عمل ناموس رسالت کی تصویر نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا پس خدا تعالیٰ کا خوف کریں اور توبہ کریں اور استغفار کریں۔ یاد رکھیں ناموس رسالت کیلئے کھڑا ہونا ہے تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کے سارے سال لگا دیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر چلنا ہے۔ جس کا بہترین طریق سکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ نے مقام ختم نبوت کو کیسے سمجھا اُس کے چند حوالے احباب کے سامنے پیش ہیں۔ جو احمدیوں کیلئے ازدیاد ایمان اور مقام ختم نبوت کا عرفان بتانے والے اور غیر احمدیوں کیلئے مقام ختم نبوت کی حقیقت سمجھانے والے ہیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق اور آپ کے مقام ختم نبوت کے حوالے سے متعدد حوالہ جات پیش فرماتے ہوئے بیان کیا۔

کہ اگر کوئی شخص نبی کریمؐ کے فیوض اور برکات سے دور ہوتا اور آپ کی اطاعت کے بغیر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ مسلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا۔

پھر فرمایا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ اس کی کتاب زندہ کتاب ہے۔ روحانی حسن رکھنے والے شخص کی طرف ہر کوئی کھنچا چلا آتا ہے اور اس کی دعائیں تمام ذرات کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اور ہر ایک سعید روح بھی حقیقی حسن کی طرف کھینچی جاتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی وہ حسن روحانی لائے تھے جس نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ حسن روحانی لائے جسے **دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ** کا مقام حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی چنا جس کو تمام انبیاء کی روحانی طاقتوں سے بالاتر طاقت دی گئی اور انہیں وہ چمک دی گئی جس سے دنیا منور ہوئی۔ آپ کی پیروی اور زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ تمام قوموں کو اکٹھے کرنے کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بہت مشکل امر تھا اور جس قدر کام مشکل ہوتا ہے اس قدر اس کی اہمیت اور ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ آخرت کا شفیع وہ ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی میں شفاعت کا نمونہ دکھائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والا خدا کا الہام پاتا ہے آپ کے معجزات جو آپ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں تین ہزار ہیں لیکن آپ کی اُمت کے ذریعہ یہ معجزات لاکھوں سے زائد ہیں ہماری روح یہ گواہی دیتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ معائنہ و مشاہدہ کے طفیل ہم عین الیقین کر لیتے ہیں سچی کرامت وہی ہے جس کا دریا کبھی سوکھتا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھیا میں آئے اور ہر بہرے کو سنوائی عطا کی۔ جو حقیقی ہدایت سے بہرہ تھا۔ دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جو تاریک دنیا کو روشنی کی طرف لایا۔ حقیقی نجات اسی دنیا میں رنگ دکھلاتی ہے مسیح موعود کا آنا اسلام کی روحانی عمارت کی تکمیل ہے۔

حضور انور نے فرمایا پس یہ چند نمونے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے میں نے بیان کئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اور فیضان کا ان سے علم ہوتا ہے۔ پس ہے کوئی اس سے بڑھ کر دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کو بڑھانے والا۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اسلام کی حقانیت دلوں میں بٹھانے کیلئے جس جری اللہ کو اللہ نے بھیجا ہے وہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں حضور انور نے فرمایا، ناموسِ رسالت یہ نہیں کہ گھر بیٹھے باتوں کے تیر چلائیں کمزوروں اور بے کسوں پر بہیمانہ ظلم کئے جائیں بلکہ اسلام کی خدمت یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت اور محبت بٹھائی جائے۔ اگر حُبِ پیغمبری کا دعویٰ ہے تو ہر روز اور ہر لمحہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو دنیا میں ظاہر کرنا ہوگا۔

حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ہر فرد کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے احمدی اس فریضہ کو ادا کر رہے ہیں یورپ اور افریقہ اور ہر براعظم میں احمدی ہی اسلام پر ہونے والے شبہات کو دور کرتے ہیں۔ آج بھی اگر کسی نے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئے جانے والے اعتراضات کا دفاع کرنے والا طلحہ کا ہاتھ دیکھنا ہے تو اس جری اللہ کے ماننے والوں میں نظر آئے گا۔ ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہے گا۔ اور اس کے لئے تیار رہے۔ آج رات کو قادیان میں جمع تمام احمدی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اور اللہ تعالیٰ کے آستانہ کو ہلا کر رکھ دیں۔ عشق رسول کا اعلیٰ نمونہ کثرت سے درود بھیجنے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت ۳۳ ممالک سے ۱۸۳۰۰ سے زائد احباب کی قادیان کے جلسہ میں حاضری ہے اور لندن میں ۶۷۸۴ حاضری ہے بعد ازاں حضور نے اختتامی دعا کرائی۔ دُعا کے بعد قادیان سے متعدد زبانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ترانے پیش کئے گئے۔

خطبہ جمعہ

ہر احمدی بڑی اچھی طرح یہ جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ شریف الطبع غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی خدمت کا حق ادا کر رہی ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی اس طرح گواہی دے رہے ہیں جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی اور پھر آپ کی تعلیم کے زیرِ اثر آپ کی قائم کردہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ اور دریدہ دہنی کرنے والی ہر زبان کو روکنے کے لئے صحیح ردّ عمل کا اظہار کر رہی ہے۔

جتنی جانی قربانی جماعت نے گزشتہ دو سال میں پاکستان میں دی ہے، پہلے کبھی نہیں دی۔ پس یہ قربانیاں رائیگاں جانے کے لئے نہیں بلکہ فتوحات دکھانے کے لئے ہیں۔ بیشک جماعت کی ترقی کے لئے قربانیاں بھی ضروری ہیں لیکن یہ بھی دعا ہمیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں فتوحات کے نظارے بھی جلد دکھائے۔

کراچی کے تین شہداء مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب، مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب ابن مکرم شاہ محمد صاحب مرحوم، مکرم ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب ابن مکرم راجہ عبدالعزیز صاحب۔ اسی طرح مکرم ریاض احمد بسراء صاحب ابن مکرم چوہدری منیر احمد بسراء صاحب شہید گھٹیالیاں اور مکرم عبدالرحمن الجبالی صاحب آف سعودی عرب اور مکرم عزت عبدالسمیع محمد جلال صاحب آف مصر کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26 ؍اکتوبر 2012ء بمطابق 26 ؍اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 16 نومبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ۔ وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ۔

(سورۃ البروج: آیات 2 تا 12)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی اور موعود دن کی، اور ایک گواہی دینے والے کی اور اس کی جس کی گواہی دی جائے گی۔ ہلاک کر دیئے جائیں گے کھائیوں والے (یا خندقوں والے)۔ یعنی اس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ جب وہ اس کے گرد بیٹھے ہوں گے۔ اور وہ اس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔ اور وہ ان سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ، کامل غلبہ رکھنے والے صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے۔ جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب (مقدّر) ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ آیات سورۃ البروج کی ہیں جن میں اسلام کی اصل تعلیم کا ہر زمانے میں محفوظ رہنے کا بھی ذکر ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے مسیح موعود کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ آپ کے یعنی مسیح موعود کے اور آپ کی جماعت کے دشمنوں اور مخالفین کا بھی ذکر ہے۔ افرادِ جماعت کو قربانیوں کے لئے تیار بھی کیا گیا ہے۔ یعنی ایسی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، ایسی مخالفت اور تکالیف ہوں گی جو لمبا عرصہ دی جاتی رہیں گی۔ اُن مخالفتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش نہیں رہے گا بلکہ ایک دن آئے گا جب یہ لوگ جو مومنوں کو تکالیف دینے والے ہیں، جہنم کا عذاب دیکھیں گے اور جس آگ میں احمدیوں کو جلانا چاہتے تھے یا جلا رہے ہیں اور جلانے کی کوشش کر رہے ہیں، اُس سے بڑی آگ میں یہ جلیں گے۔ جبکہ احمدیوں کے لئے، مومنین کے لئے، مومنات کے لئے جنتیں ہیں، کامیابیاں ہیں۔ جماعت کو بحیثیت جماعت اس دنیا میں بھی غلبہ کی خوشخبری ہے اور ہر مومن کو جنت کی، کامیاب زندگی کی خوشخبری ہے۔

پس ان آیات کے مضمون کا یہ خلاصہ ہے۔ جب ہم ان آیات پر غور کریں اور ذرا تفصیل میں جائیں اور آج کل کے جماعت کے حالات پر بھی غور کریں تو جہاں قرآنِ کریم کی صداقت پر یقین بڑھتا ہے وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے کہ کس طرح پیشگوئی کے طور پر پندرہ سو سال پہلے ایک بات بیان فرماتا ہے، ایک نقشہ کھینچتا ہے اور اسی طرح وہ پورا ہو بھی رہا ہے۔ اسلام کے ہر زمانے میں ہرا بھرا رہنے، چاہے وہ مخصوص اور محدود علاقوں اور لوگوں میں ہی رہا، اس کی یہ تسلی دلاتا ہے اور پھر اسی طرح ہوتا بھی چلا جاتا ہے کہ اسلام قائم ہے۔ اور پھر ایک ایسے موعود کے آنے کی خوشخبری بھی دیتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد اور پیغام کو محدود جگہوں پر اور محدود لوگوں میں نہیں جیسا کہ پہلے مجددین کے زمانے میں ہوتا رہا ہے بلکہ تمام دنیا اور تمام قوموں میں پھیلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی چمک دنیا کو دکھائے گا۔ یہ پیشگوئی بھی ہمیں اس میں نظر آتی ہے۔ اور اس پیغام کو پھیلانے کے لئے دنیا کے ہر ملک میں ایک جماعت قائم کر کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا عرفان بھی اس شاہد مسیح موعود نے جماعت کو دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159)۔ پس یہ سب کچھ مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی صداقت کو بھی روزِ روشن کی طرح واضح کر رہا ہے، دکھا رہا ہے۔ خوش قسمت ہیں ہم جو مسیح موعود کی جماعت کا حصہ بن کر اُس شاہد سے منسلک ہیں جو اُس عظیم مشہود کی سچائی کی گواہی دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد اور مشن کو آگے بڑھانے کے لئے آیا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر

روشن کرنے کے لئے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے بھیجا اور اپنے وعدہ کے مطابق بھیجا۔ قرآن کریم کی خوبصورت سچائی اور اس کے سب سے اعلیٰ و ارفع ہونے کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا، جس نے اسلام میں دَر آنے والی، شامل ہو جانے والی تمام لغو باتیں اور بدعات سے پاک اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے رکھا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام و مرتبہ کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے اسلام کی حالت دیکھ کر لوگ ایک شاہد کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ وہ لوگ جن کے دل میں اسلام کا درد تھا، بے چین تھے۔ اسی لئے حالیؔ نے کہا ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(مسدس حالی از خواجہ الطاف حسین حالی صفحہ 32 مطبوعہ فیروز سنز لاہور ایڈیشن اول 1988ء)

یہ صدا صرف ایک شخص کی صدا نہیں تھی بلکہ مختلف جگہوں سے مختلف الفاظ میں بلند ہو رہی تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا عین وقت کی ضرورت کے مطابق تھا۔ اور پھر یہ اُس وقت اور اُس زمانے میں ہی نہیں کہ آپ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا بلکہ آج بھی کسی مصلح کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سچے عاشق کو دنیا تلاش کر رہی ہے یا کرنا چاہتی ہے۔ ہر نیک فطرت کی آواز ہے کہ کوئی آئے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی اصلاح کرے۔ اس سال جلسہ کی تقریر میں مَیں نے اس کی تفصیل اور غیروں کے حوالے پڑھ دیئے تھے اس لئے اس کی تفصیل میں اس وقت تو نہیں جاؤں گا۔

بہر حال ہر احمدی بڑی اچھی طرح یہ جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ شریف الطبع غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی خدمت کا حق ادا کر رہی ہے۔ مَیں نے گزشتہ خطبوں میں بتایا بھی تھا کہ وکیلوں کی ایک مجلس میں بھی انہوں نے یہی کہا کہ وکیلوں کی طرف سے اگر کوئی کوشش ہو سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ آرگنائز کر سکتی ہے۔ اور کسی بھی معاملے میں دیکھ لیں کہ جو کوشش جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوتی ہے وہ کوئی اَور نہیں کر سکتا اور یہ وہی لوگ سمجھتے ہیں جو نیک فطرت ہیں کہ یہ آرگنائز جماعت ہے، یہ کر سکتی ہے اور یہ بہر حال ایک حقیقت ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نکھر کر اور بھی واضح ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی اس طرح گواہی دے رہے ہیں جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی اور پھر آپ کی تعلیم کے زیرِ اثر آپ کی قائم کردہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ اور دریدہ دہنی کرنے والی ہر زبان کو روکنے کے لئے صحیح ردّعمل کا اظہار کر رہی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کا ردّعمل کیا ہے؟ وہ ایک ایسا ردّعمل ہے جو اسلام دشمن طاقتوں کو مزید موقع دے رہا ہے کہ اسلام کے خلاف بولیں، مزید اپنی زبانیں کھولیں، استہزاء کریں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ نام نہاد علماء کس قسم کے فتوے دے رہے ہیں۔ ان کے فتوے تو قتل و غارت کے فتوے ہیں یا اپنے ہی ملکوں میں اپنی ہی جائیدادوں کو آگیں لگانا، یا اپنے ہی لوگوں کو مارنا، یہ اُن کا ردّعمل ہے۔ لیکن جب احمدی کا ردّعمل یہ لوگ دیکھتے ہیں تو غیر مسلموں میں سے بہت سارے ایسے بھی ہیں جو انصاف پسند ہیں، طبیعت میں کچھ نہ کچھ شرافت ہے۔ وہ جب اصل اسلام کی حقیقی تصویر کا ذکر احمدی کے منہ سے سنتے ہیں تو اُن میں سے بعض شرمندہ بھی ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بولنے والوں یا استہزاء کرنے والوں کو برا بھی کہتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ہی ایک خط آیا۔ ایک جگہ فنکشن تھا اور وہاں سے احمدی نے لکھا کہ فنکشن میں ایک عیسائی عورت آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بولی۔ تو اُس نے کہا کہ اُس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان لوگوں میں بھی ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقام کو اپنے لوگوں میں پہنچا رہے ہیں۔ بہر حال ہر جگہ ایک جیسے لوگ نہیں ہوتے۔ اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ پس اس کو ہم نے مزید اجاگر کر کے دنیا کو بتانا ہے۔

احمدی کا ردّعمل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دنیا پر اجاگر کیا جائے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ اب دنیا کا نجات دہندہ یہی نبی ہے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ اب اسلام کی تعلیم ہی کامل اور مکمل تعلیم ہے۔ یہی تعلیم ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے کا راستہ دکھانے والی ہے۔ پس اگر نجات چاہتے ہو تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تعلیم کے ساتھ جُڑ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بدوؤں کو، اَن پڑھ جاہلوں کو باخدا انسان بنا کر اُن کو محبت اور صلح کا سفیر بنا دیا تھا اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے دلوں میں محبت کی لَو جلائی تھی۔

پس اسلام نے تو یہ معجزے دکھائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ معجزے دکھائے ہیں اور یہی معجزے دکھانے کے لئے، انہی باتوں کی تجدید کے لئے، دنیا کو نئے سرے سے بتانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جس کا نام یا جس کو ان آیات میں ''شاہد'' ظاہر کیا گیا ہے۔

بہر حال اب مَیں واپس اس بات کی طرف آتا ہوں کہ یہ جو شاہد اللہ تعالیٰ نے بھیجا اس کے دعویٰ کے بعد مسلمانوں کا کیا ردّعمل ہوا۔ باوجود اس کے کہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے تھے، جیسا کہ میں نے کہا، باوجود اس ضرورت کے محسوس ہونے اور اس کا اظہار کرنے کے جب اللہ تعالیٰ نے اس شاہد کو بھیجا تو اس کے لئے انہوں نے کیا ردّعمل دکھایا؟ انہوں نے اُس کو کس طرح اس کے دعوے کا جواب دیا؟ اور یہ تو بہر حال ہونا ہی تھا کیونکہ ان آیات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کا ردّعمل ان لوگوں کی طرف سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جیسا کہ مَیں نے کہا، یہی نقشہ کھینچا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دلوں میں حقیقی رنگ میں بٹھانے کے لئے، قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانے کے لئے مسیح موعود کو بھیجے گا اور جب وہ آئے گا تو اُس کو بھی اور اُس کی جماعت کو بھی خوفناک مصائب اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی انتظار کرنے والے جو کہہ رہے تھے کہ اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے، دین کا نام باقی رہ گیا ہے یہ انتظار کرنے والے بھی اور مخالفین بھی جو اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ اسلام ختم ہوا۔ اس شاہد کے آنے کے بعد ان سب لوگوں کی جو کوششیں ہوں گی وہ اکثریت کی مشترکہ کوششیں بن جائیں گی۔ وہ مخالفتوں کی خوفناک آگیں جلائیں گے اور ان لوگوں کو آگ میں ڈالنا چاہیں گے۔

پس یہ ان کی حالت ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کی حالت پر رونا ہے اور ابھی تک رویا جا رہا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کی بھی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو مخالفت کی آگیں بھڑکا رہے ہیں، ان پر اس کی لعنت بھی ہے اور آخر کار یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ لیکن مومنین اسی بات پر خوش نہ ہو جائیں۔ مومنین کو بہر حال قربانیاں دینی پڑیں گی اور یہ قربانیاں بھی کوئی عارضی نہیں ہوں گی، وقتی نہیں ہوں گی بلکہ وقتاً فوقتاً یہ مخالفت کی آگ بھڑکائی جاتی رہے گی۔ احمدیوں پر ظلم و جور کیا جاتا رہے گا اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی اسی سختی اور قربانی کے نتیجہ میں ہوگی، انہی ظلموں کے نتیجہ میں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اپنی مختلف تصنیفات میں بھی اور ارشادات میں بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔ پس احمدیت کی مخالفت، احمدیوں کا مالی نقصان، احمدیوں کا جانی نقصان، احمدیوں سے بائیکاٹ جو بعض ملکوں میں ہے اور پاکستان میں تو آجکل بہت زیادہ، حد سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔ احمدی بچوں پر سکولوں اور بازاروں میں آوازے کسنا اور اُن سے اساتذہ کی طرف سے بھی، ماسٹروں کی طرف سے بھی، ٹیچرز کی طرف سے بھی اور لڑکوں کی طرف سے بھی اذیت ناک سلوک، علمی لحاظ سے بھی احمدیوں کو تباہ کرنے کی کوشش، ہمارے لائق طلباء کو یونیورسٹیوں میں تنگ کیا جا رہا ہے، ان کو نکالا جا رہا ہے۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دی تھیں کہ یہ تو ہوں گی۔ مختلف قسم کی، مختلف نہج کی آگیں جلائی جائیں گی جن میں ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ گو کہ ظاہری آگ بھی احمدیوں کے خلاف بھڑکائی گئی۔ بعض گزشتہ فسادات جو 73ء میں بھی اور اُس کے بعد بھی ہوئے ہیں، ان میں گھروں کو آگیں لگائی گئیں اور کوشش کی گئی کہ احمدیوں کو گھروں میں جلایا جائے، ان کو زندہ جلا دیا جائے اور باہر پولیس بھی اور دوسرے لوگ بھی تماشا دیکھتے رہے لیکن دوسری قسم کی آگیں بھی اس میں شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے موعود آئے گا اُس کے ساتھ اور اُس کے ماننے والوں کے ساتھ بڑے سخت ظلم ہوں گے اور یہ ظلم مسلمانوں کی طرف سے بھی ہوں گے۔ چنانچہ حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کی یہ بگڑی ہوئی حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب ہوگا کہ جب تک مَیں اُن میں تھا اُن کا نگران تھا۔ بعد میں یہ بگڑ گئے تو وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ والا جواب۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ المائدۃ باب وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم ...... حدیث نمبر 4625)۔ اور اس بگاڑ کو درست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق جس مسیح موعود کو بھیجے گا اُس کے خلاف یہ لوگ آگیں بھڑکائیں گے اور بھڑکا رہے ہیں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لئے ہمیں خود بھی تیار فرمایا ہے۔ مختلف جگہوں پر بڑے زور سے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مصائب اور آفات اور تکلیفوں کی یہ گھڑیاں آئیں گی اور اُن کو صبر سے برداشت کرنا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ

آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے‘‘۔فرمایا کہ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں، اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجے سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پھر آپ اپنی کتاب فتح اسلام میں فرماتے ہیں کہ:

’’سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔لیکن ابھی ایسا نہیں۔ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں‘‘۔(اب صرف یہ ضروری نہیں ہے کہ جن لوگوں پر سختیاں آرہی ہیں اُن کا ہی کام ہے یا اُن کی ہی سختیاں ہیں بلکہ جن پر نہیں ہیں اُن کے لئے محنت اور جانفشانی ہے کہ دعاؤں اور عبادتوں میں ایک خاص رنگ پیدا کریں۔اپنی نمازوں میں اپنی تہجدوں میں ایک خاص رنگ پیدا کریں۔) پھر آپ فرماتے ہیں’’اپنے سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں‘‘۔(اُس وقت تک یہ نہیں ہوگا۔فرمایا)’’اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے‘‘۔(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11-10)

پس گو آخری فتح یقیناً ہماری ہے اور اسلام کی فتح یقیناً اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت سے وابستہ ہے لیکن اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ ایمان کی حفاظت کے لئے آگ میں جلنے کے لئے تیار رہو۔ایک مخالفت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔پاکستان میں وقتاً فوقتاً یہ مخالفت کی آگ احمدیوں کے خلاف بھڑکائی جاتی رہی ہے اور بھڑکائی جارہی ہے۔لیکن گزشتہ دو سال سے جو حالت ہے اور جتنی اس میں تیزی آرہی ہے، اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔جتنی جانی قربانی جماعت نے گزشتہ دو سال میں پاکستان میں دی ہے، پہلے کبھی نہیں دی۔پس یہ قربانیاں رائیگاں جانے کے لئے نہیں بلکہ فتوحات دکھانے کے لئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان فتوحات کی تسلی بھی دلائی ہے۔تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ فتوحات ان قربانیوں کے نتیجہ میں ہی ملی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ’’صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے پر غور کرو۔انہوں نے دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اُٹھائے اور کن کن دکھوں میں مبتلا ہوئے، نہ دن کو آرام کیا نہ رات کو۔خدا کی راہ میں ہر ایک مصیبت کو قبول کیا اور جان تک قربان کردی‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 330 مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ اور آپ کی جماعت سے قربانی کی توقعات کو آج بھی جماعت نے خوب سمجھا ہوا ہے اور یاد رکھا ہوا ہے اور خوش ہو کر جماعت کے لئے نذرانے پیش کر رہے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا ان گزشتہ دو سالوں میں جماعت نے بے انتہا جانی قربانی پیش کی ہے۔مجھے کسی نے لکھا کہ گزشتہ دنوں کراچی میں جو ایک جواں سال کی شہادت ہوئی ہے، اُس پر میں نے افسوس کرنے کے لئے فون کیا تو اُس کی کسی قریبی عورت نے، اُن کی ماں یا بہن تھی مجھے کہا کہ ہمیں تو مبارک دو کہ ہمارے گھر کو بھی شہادت کا رُتبہ ملا ہے۔پس چاہے یہ لاہور کی شہادتیں ہوں یا منڈی بہاؤالدین کی ہوں یا گھٹیالیاں کی ہیں یا کراچی کی، یہ قربانی کی روح ہر جگہ ہر احمدی میں نظر آتی ہے اور احمدی سمجھتے ہیں کہ اسی میں ہماری فتح ہے۔

پس اے دشمنانِ احمدیت! تم جس طرح لاہور میں درجنوں شہادتیں کرنے کے بعد بھی کسی احمدی کو اُس کے ایمان سے ہٹا نہیں سکے، احمدیوں کا ایمان متزلزل نہیں کرسکے، اسی طرح کراچی کے احمدیوں کے ایمانوں کو بھی متزلزل نہیں کرسکتے۔کبھی ان کے ایمانوں میں کمی نہیں آسکتی۔انشاءاللہ۔آج احمدی ہی حقیقت میں اس قربانی کی روح کو سمجھتا ہے اور سمجھتا رہے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔اُس کو اس بات کا ادراک ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینی پڑے گی۔جیسا کہ مَیں نے کراچی کی اس شہادت کا ذکر کیا۔گزشتہ دنوں کراچی میں تقریباً ایک ہفتہ کے دوران یا چند دن کے عرصے میں تین شہادتیں ہوئی ہیں، کچھ زخمی بھی ہوئے ہیں۔گزشتہ جمعہ کو میں نے اس کا ذکر کیا تھا، ان میں سے ایک آدھ کی حالت بھی تشویشناک ہے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے ایک واقعہ عورتوں کا سنایا، ان کے عزیزوں کے ایمان کو بھی متزلزل نہیں کرسکے۔بیشک دشمن اپنی بھرپور کوشش کررہا ہے کہ یہ آگیں جلائیں اور پھر اس کی نگرانی بھی کریں۔اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ کی صورتحال پیدا کریں اور پیدا کررہے ہیں تاکہ یہ دیکھیں کہ کس طرح احمدیوں کو نقصان پہنچانے اور جلانے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے اور اُس کی نگرانی کی جاتی ہے۔اور پھر یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔اس نگرانی کی جو یہ مخالفین احمدیوں کی کررہے ہیں اور جلانے کی اپنی طرف سے کوشش کررہے ہیں اُس کی ایک صورت یہ بھی سامنے آئی ہے، کراچی کی ہی بات ہے کہ جب ایک خاندان کے افراد کو شہید کیا گیا یعنی جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے، تو سنا ہے پھر مولوی یا اُن کے چیلے چانٹے ہسپتال والوں پر یہ دباؤ ڈالنے کے لئے جمع ہوگئے تھے کہ ان کا علاج نہ کیا جائے۔تو یہ نگرانی بھی ساتھ ساتھ کی جائے کہ پہلے گولیاں ماری جائیں، پھر ہسپتالوں میں بھی، ایسی جگہوں پر پیچھا کیا جائے جہاں اُن کا علاج کیا جارہا ہے اور نگرانی کی جائے کہ کہیں صحیح طرح علاج نہ ہو۔یہ تو ان ظالموں کا حال ہے جو رحمۃ للعالمین کے نام پر یہ ظلم کررہے ہیں۔اصل ظلم تو یہ ہے کہ اپنے ظلموں اور بیہودگیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے نام پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے ہیں۔

پس یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔کیونکہ نہ صرف اپنے ساتھ بے علم لوگوں کو ملا کر، اُن کے جذبات کو بھڑکا کر وہ احمدیوں پر یہ ظلم دین کی آڑ میں کررہے ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا، جانتے بوجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف آپ کے نام پر یہ ظلم کررہے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔پس اُن کے لئے جہنم کا عذاب بھی ہے اور آگ کا عذاب بھی ہے۔اس دنیا کا عذاب بھی ہے اور اگلے جہان کا عذاب بھی ہے۔

پس اگر ان لوگوں نے توبہ نہ کی، کیونکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ توبہ کرلیں تو پھر بخشے جاسکتے ہیں۔تو اگر توبہ نہ کی اور اسی طرح یہ مومنین پر ظلم کرتے رہے، مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کرتے رہے تو اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان کے لئے عذاب مقدر ہے۔یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔مومن خوش ہوں کہ اُن کے لئے جنت ہے، سایہ دار باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔اس دنیا میں بیشک ہر قسم کی تکلیف پہنچا کر مخالفین اپنے زعم میں ہمارے خلاف آگیں بھڑکا رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان مومنوں کے لئے ٹھنڈی چھاؤں اور ٹھنڈے پانی ہیں، جبکہ مخالفین کے لئے ہمیشہ کی رہنے والی آگ مقدر ہے۔پس احمدی جو عموماً تو اچھا حوصلہ دکھانے والے ہیں اس مخالفت سے بعض جگہ بعض دفعہ پریشان بھی ہو جاتے ہیں، لیکن وہ پریشان نہ ہوں۔احمدیوں کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں پندرہ سو سال پہلے ہی قبولیت کا درجہ پاگئی ہیں جب قرآنِ کریم نازل ہوا۔

پس یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے۔پس ہر احمدی چاہے وہ پاکستان میں ہو، انڈونیشیا میں ہو، ہندوستان کے چھوٹے سے گاؤں میں ہو یا کسی عرب ملک میں ہو، کہیں بھی ہو۔جو بھی مخالفین کی طرف سے بھڑکائی گئی اذیتوں کی آگ میں سے گزر رہا ہے یا پاکستان کا ہر احمدی جسے ہر وقت یہ کہہ کر اذیت دی جارہی ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔نعوذ باللہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تسلیم نہیں کرتے۔تم ختم نبوت کے منکر ہو، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے خلاف مغلّظات سن کر اُن کے دل جلانے کی مستقل کوشش کی جاتی ہے۔ان کا یہ صبر اور ان کی ہر قسم کی قربانی اُنہیں یعنی احمدیوں کو مستقل جنت کا وارث بنا دے گی۔

اب کل یا پرسوں ہی دو دن پہلے ایک بیہودہ قسم کا پمفلٹ گالیوں سے بھرا ہوا ان غیر احمدیوں نے شائع کیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی شائع کی اور پھر اُس جگہ جہاں سے ایک جلوس نکل رہا تھا، لوگوں کو کھڑا کردیا جو ان تصویروں کو یا اس اشتہار کو پھینکتے جارہے تھے اور اس پر سے لوگ گزرتے جارہے تھے۔اور اس طرح اپنے زعم میں نعوذ باللہ یہ اس تصویر کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کا باعث بن رہے تھے یا اپنا بدلہ لے رہے تھے۔لیکن یہی ہتک ان کے لئے جہنم کا عذاب مقدر کرنے والی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کراچی میں تین شہادتیں ہوئی ہیں۔آجکل مخالفین احمدیت کا کراچی کی طرف رخ ہے۔اس وقت مَیں ان شہداء کے جنازے بھی پڑھاؤں گا۔اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات بلند فرمائے

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھراپردیش

اور ہر شہید کے خون کا ہر قطرہ احمدیت کی ترقی کو لاکھوں کروڑوں میں بڑھانے والا ہو۔ بیشک جماعت کی ترقی کے لئے قربانیاں بھی ضروری ہیں لیکن یہ دعا بھی ہمیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں فتوحات کے نظارے بھی جلد دکھائے۔ اسی طرح ان میں سے جو تین چار زخمی مریض ہیں، اُن کی صحت کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اب جو شہداء ہیں مَیں اُن کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔

پہلے شہید ہیں مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب جن کو 19/اکتوبر کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں شہید کیا گیا۔ سعد فاروق صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اُن کے پڑدادا مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب کاہلوں آف چک 117 چھور مغلیاں شیخوپورہ کے ذریعہ ہوا، جنہوں نے اپنے گاؤں سے پیدل قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ پھر 62ء میں لیّہ چلے گئے۔ پھر اُس کے بعد روزگار کے سلسلہ میں شہید کے والد کراچی منتقل ہو گئے۔ یہاں انہوں نے اپنا بزنس شروع کیا۔ شہید 5/اکتوبر 1986ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ الیکٹرانک انجنیئر نگ کی ڈگری لی اور اُس کے بعد کاروبار سے وابستہ ہو گئے۔ چند دن پہلے 15/اکتوبر کو شہید مرحوم کی شادی ہوئی تھی اور تین دن بعد ہی ان کو شہادت کا رُتبہ ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کا واقعہ شہادت اس طرح ہے کہ 19/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک سعد فاروق صاحب اور اُن کے والد فاروق احمد کاہلوں صاحب صدر حلقہ بلدیہ ٹاؤن دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر واپس جا رہے تھے۔ سعد فاروق صاحب موٹر سائیکل پر تھے جبکہ آپ کے والد فاروق احمد صاحب، سسر نصرت محمود صاحب، بھائی عماد فاروق صاحب اور ان کے تایا منصور صاحب، پھوپھا اشرف صاحب کار میں تھے۔ گھر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ سعد فاروق صاحب پر دو نقاب پوش موٹر سائیکل سواروں نے پیچھے سے فائر کیا۔ گولی اُن کے دائیں طرف کان کے نیچے لگی اور دوسری طرف سے باہر نکل گئی جس سے شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ حملہ آوروں نے اس کارروائی کے بعد کار کا تعاقب کر کے فائرنگ شروع کی جس کے نتیجہ میں شہید مرحوم کے والد جو گاڑی چلا رہے تھے اُن کو بھی پانچ گولیاں لگیں جس میں سے دو گولیاں اُن کے دائیں بازو میں، دو گولیاں بائیں بازو میں، جبکہ ایک گولی اُن کی گردن کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ شہید مرحوم کے چھوٹے بھائی عزیزم عماد فاروق کو ایک گولی ماتھے پر لگی اور سامنے آنکھ کے پیچھے کھوپڑی کی ہڈی میں پھنس گئی۔ شہید مرحوم کے سسر چوہدری نصرت محمود صاحب جو کہ گاڑی میں موجود تھے ایک گولی اُن کی گردن اور ایک گولی سینے میں اور ایک گولی پیٹ میں لگی۔ ان کی حالت پہلے سے تو بہتر ہے لیکن خطرے سے باہر نہیں ہے۔ وینٹی لیٹر (Ventilator) پر رکھا ہوا ہے۔ ان کے پھوپھا اشرف صاحب بھی زخمی ہوئے اور باقی دو محفوظ رہے۔ جب واقعہ ہوا ہے تو شہید مرحوم کے والد صاحب نے شدید زخمی حالت میں گاڑی چلانی شروع کی اور جب پیچھے دیکھا تو شہید مرحوم سڑک پر گرے ہوئے تھے۔ وہ گاڑی روک کر پہلے اُن کے پاس آئے، اُن کو گاڑی میں ڈالا اور خود زخمی ہونے کے باوجود خود گاڑی چلا کر ہسپتال پہنچے۔ ہسپتال پہنچتے ہی سعد فاروق شہید ہو گئے۔ انہوں نے جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

شہید مرحوم موصی تھے اور 21/اکتوبر کو ربوہ میں اُن کا جنازہ ادا کیا گیا۔ شہید مرحوم کا اپنے خاندان سے نہایت محبت کا تعلق تھا۔ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ رات کو سونے سے پہلے ہمارے کمرہ میں آتے۔ میرے اور اپنے والد کے پاؤں دباتے۔ ہمیں چائے پلاتے اور اے سی (AC) کا ٹمپریچر سیٹ کر کے جانے کی اجازت طلب کرتے۔ اور کہتی ہیں ہماری اطاعت کے تمام معیار پورے کرتے۔ آج تک انہوں نے ہماری کوئی بات نہیں ٹالی اور نہ ہی کبھی آگے سے جواب دیا۔ خون کا عطیہ دینے کا اُنہیں بہت شوق تھا اور محلے یا جماعت میں کسی کو بھی خون کی ضرورت پڑتی تو سب سے پہلے خود اپنے آپ کو پیش کرتے۔ ان کی والدہ کہتی ہیں میرے منع کرنے پر کہتے کہ اُمی یہ خون تو ضائع ہو جانا ہے، کیوں نہ کسی کے کام آ جائے۔ ان کی بہن ڈاکٹر صبا فاروق ہیں، یہ کہتی ہیں کہ ہمارا بہن بھائیوں کا دوستی کا رشتہ تھا۔ انتہائی پیار کرنے والا بھائی تھا بلکہ لوگ مجھے کہا کرتے تھے تمہارا بھائی دنیا سے الگ ہے۔ اور کہتی ہیں چھوٹا ہونے کے باوجود ہمیشہ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ (Treat) کرتا تھا۔ انتہائی نیک اور خدمت گزار تھا اور صرف ہمارے دل میں نہیں بلکہ جو بھی جس کا بھی اُس سے واسطہ ہے ہر ایک کے دل میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی قربانی قبول فرمائے۔ اُن کی بیوہ بھی کہتی ہیں کہ نکاح کے بعد وہ امریکہ رہتی تھیں، تو جب فون پر اُن کی بات ہوتی تھی، وہ اکثر مجھے یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی بھی اور مختلف جماعتی خدمات میں بھی انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ قائد خدام الاحمدیہ کراچی کہتے ہیں کہ شہید سعد بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ سب سے بڑھ کر جو میں نے محسوس کیا وہ اُن کی عاجزی تھی۔ خاکسار نے ہمیشہ مشاہدہ کیا کہ جب بھی کسی کام کے لئے کہا گیا، یا کوئی بات دریافت کی گئی، وہ ہمیشہ سر جھکا کر نظریں نیچی کر کے صرف یہ جواب دیتا تھا جی قائد صاحب۔ اُن کی اطاعت بیمثال تھی۔ خلافت کے فدائی تھے۔ ہر عہدیدار کو اُس کے عہدے سے مخاطب کرتے۔ کبھی نام نہ لیتے۔ پچھلے ایک سال سے خاکسار نے اُنہیں ایک ایسے بلاک کا نگران مقرر کیا تھا جہاں جماعتی مخالفت زوروں پر تھی مگر اتنا کم عمر ہونے کے باوجود اُن کی بہادری اور لگن بیمثال تھی۔ اکثر اپنے سپرد مجالس کا دورہ کرتے اور مکمل کرتے اور رات گئے دیر سے فون پر کام مکمل ہونے کی اطلاع دیتے۔ خاکسار حیران ہو کر اُن کو ہمیشہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ علاقہ خطرناک ہے اس لئے اپنا خیال رکھا کریں۔ شہید کا جذبہ بیمثال تھا۔ مشکل حالات میں اُن کی وجہ سے اُن کے سپرد مجالس میں جملہ امور کی انجام دہی میں خاص معاونت حاصل تھی۔ ان کے والد صاحب بڑے زخمی تھے تو ان سے ان کی شہادت چھپانے کی کوشش کی گئی۔ وہ بھی ہسپتال میں ہی تھے تو انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ سعد شہید ہو چکا ہے۔ مجھے اُس کی شہادت کا کوئی غم نہیں ہے۔ بس مجھے میرے شہید بیٹے کا چہرہ دکھا دو اور آپ اپنے شہید بیٹے کے پاس گئے اور اُس کی پیشانی کو چوما اور اُسے الوداع کہا۔

پس جس شہید کے باپ، بہن، ماں ایسے جذبات رکھتے ہوں دشمن بھلا اُن کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ شہید کے سُسر جو ہیں وہ بھی زخمی ہوئے ہیں۔ اُن کی کافی Critical حالت ہے۔ یہ امریکہ سے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے وہاں گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے۔

دوسرے شہید بشیر احمد بھٹی صاحب ابن مکرم شاہ محمد صاحب مرحوم ہیں۔ یہ بھی بلدیہ ٹاؤن کراچی کے ہیں۔ ان کی 23/اکتوبر کو شہادت ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑنانا مکرم محترم میاں محمد اکبر صاحب کی بیعت کے ذریعے سے ہوا۔ آپ کے گاؤں سے ایک وفد قادیان گیا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ واپسی پر اُن کے ذریعہ گاؤں کے کئی لوگوں نے بیعت کی جن میں سے ایک آپ کے پڑنانا تھے۔ آباؤ اجداد کا تعلق باجوڑی چارکوٹ کشمیر کے ساتھ ہے۔ پھر بشیر صاحب سندھ میں ناصر آباد سٹیٹ میں آ کر بھی کچھ عرصہ آباد رہے۔ ان کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ اپنی دکان واقع بلدیہ ٹاؤن میں رات تقریباً 9 بجے بیٹھے ہوئے تھے کہ دو موٹر سائیکل سوار آئے جن میں سے ایک نے آپ پر تین گولیاں فائر کیں جن میں سے ایک گولی اُن کی گردن اور دوسری گولی سینے میں لگی۔ اُن کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر آپ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کی عمر تقریباً 67 سال تھی۔ کشمیر میں ان کی پیدائش ہوئی۔ اَن پڑھ تھے، ناخواندہ تھے، محنت مزدوی کیا کرتے تھے۔ 1984ء میں کراچی شفٹ ہو گئے۔ پھر فیکٹریوں میں کام کرتے رہے اور ساتھ انہوں نے اپنے گھر دوکان کھولی ہوئی تھی، جو چھوٹی سی پرچون کی دوکان تھی۔ اولاد کی تربیت بڑی احسن رنگ میں کی۔ ان کا ایک پوتا عزیزم عمران ناصر پچھلے سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے گیا تو جاتے ہوئے آپ نے اُسے دین کی خدمت کی نصائح کیں۔ نظام جماعت سے مکمل تعاون کرتے تھے۔ خلافت کی محبت میں خدا تعالیٰ نے اُن کے دل کو گداز کیا ہوا تھا۔ اہلیہ کے علاوہ ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔

تیسری شہادت مکرم ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب ابن مکرم راجہ عبدالعزیز صاحب کی ہے۔ 1994ء میں محترم سید محمد رضا بسمل صاحب جو کہ ضلع کراچی کے معروف داعی الی اللہ ہیں اور صاحب علم بزرگ ہیں اُن کا رابطہ ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب شہید کے والد مکرم ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب سے ہوا۔ سوال و جواب کی کئی محفلیں ہوئیں جس کے بعد سب سے پہلے ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب شہید کو 1994ء میں ہی بیعت کر کے جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی آپ کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے بھی بیعت کر لی۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان کے قبیلے یوسف زئی سے ہے۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم عبدالحمید خان صاحب جن کے نام پر آپ کا نام رکھا گیا ہے، حیدر آباد دکن کے نواب کے چیف سیکرٹری تھے۔ شہید مرحوم 1972ء میں کراچی میں پیدا ہوئے اور آپ نے بلدیہ ٹاؤن سے ہی انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ پھر نیوی سے انٹرن شپ کر کے نیوی میں بطور سویلین فورمین بھرتی ہو گئے۔ ڈاکٹر ان کو اس لئے کہتے تھے کہ نیوی کی ڈیوٹی سے واپس آ کر اپنے والد صاحب کے ساتھ ان کے کلینک میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہیں سے تھوڑی بہت پریکٹس کر لیتے تھے۔ 23/اکتوبر کو رات کو آٹھ بج کر پینتالیس منٹ پر دو موٹر سائیکل سوار آئے ہیں اور ایک شخص موٹر سائیکل پر ہی

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

سوار رہا جبکہ دوسرا کلینک میں داخل ہوا اور اُس نے پستول سے آپ پر تین فائر کئے۔ایک گولی آپ کے بائیں گال پر لگی اور دائیں جانب گال کے اوپر سے ہی باہر نکل گئی جبکہ دوسری گولی ٹھوڑی پر نیچے کی جانب لگی۔ایک گولی بائیں کندھے پر بھی لگی جو کمر سے باہر نکل گئی۔ان تین گولیوں کے لگنے سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔گو کہ 94ء کی بیعت تھی لیکن یہ بھی حلقہ بلدیہ ٹاؤن میں جماعتی خدمات بطور سیکرٹری تربیت نومبائعین انجام دے رہے تھے۔دعوت الی اللہ کا شعبہ کے آپ نگران تھے۔پھر ناظم تربیت نومبائعین بھی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔بڑے ہمدرد، بااخلاق مزاج کے حامل تھے۔چہرہ پر ہمیشہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ رہتی۔بڑی دھیمی آواز میں بات کیا کرتے تھے۔آپ کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ آپ ایک انتہائی خیال رکھنے والے اور محبت کرنے والے شوہر اور شفیق باپ تھے۔دین کی خدمت اور اطاعت، خلافت سے محبت آپ کی خوبیوں میں سے نمایاں خوبیاں تھیں۔آپ کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ بلدیہ ٹاؤن میں ہونے والی شہادتوں کی وجہ سے علاقے میں تناؤ تھا۔شہید مرحوم شہادت سے ایک روز قبل مجھے کہنے لگے کہ کچھ احمدی گھرانے حالات کی وجہ سے یہاں سے شفٹ ہو رہے ہیں، اس طرح تو دشمن اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائے گا۔اس کے ساتھ ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی اور کہنے لگے لیکن مَیں نہیں ڈرتا۔میری خواہش ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔نیز کہا کہ کہیں آپ ڈر کا شکار تو نہیں ہیں؟ ان کی اہلیہ کہتی ہیں مَیں نے کہا کہ نہیں، مَیں بھی نہیں ڈرتی بلکہ مجھے بھی آپ کے لئے اور اپنے لئے شہادت کا شوق ہے۔ان کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ میری تین بچیاں ہیں۔چھوٹی عمر کی بچیاں ہیں، اُن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے نیک نصیب کرے۔اللہ تعالیٰ خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔

چوتھی شہادت ریاض احمد بسراء صاحب ابن مکرم چوہدری منیر احمد بسراء صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی ہے۔18 اکتوبر کو ان کی شہادت ہوئی۔ان کے دادا کے بھائی مکرم چوہدری غلام رسول صاحب بسراء صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل میں سے تھے۔1958ء میں یہ گھٹیالیاں کلاں تحصیل پسرور میں پیدا ہوئے۔گاؤں میں جس طرح بعض دشمنیاں چلتی ہیں، ان کی دشمنیاں چل رہی تھیں۔ان کے بڑے بھائی کو پہلے شہید کیا گیا تھا اور پھر ان کے بعض دوسرے عزیزوں رشتہ داروں کو بھی۔اُن کی دشمنیاں آگے چل رہی تھیں لیکن بظاہر لگتا ہے کہ یہ براہ راست اُس میں انوالو (Involve) نہیں تھے لیکن جماعتی خدمات اور ایک رعب کی وجہ سے وہاں کے علاقے کے بعض لوگ ان کے کافی خلاف تھے اور خاص طور پر کچھ مولوی اس علاقہ میں اب نئے آئے ہیں جنہوں نے ان کے دشمنوں کو بھڑکایا کہ ذاتی دشمنی کو اب جماعتی رنگ دو اور اب ان کو شہید بھی کر دو گے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا فوراً کہہ دینا کہ یہ کیونکہ قادیانی تھا اس لئے ہم نے مار دیا۔بہرحال 18 اکتوبر کو جمعرات کی نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد یہ کچھ دیر وہاں ڈیوٹی دینے والے خدام کے پاس بیٹھے رہے اور اُس کے بعد واپس گھر جا رہے تھے کہ راستے میں ان کو بعض نامعلوم افراد نے پکڑ کر فائر کیا جس کے نتیجہ میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔جماعتی کاموں میں بہت فعال تھے۔ انہوں نے چار سال قائد مجلس گھٹیالیاں کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔چھ سال تک ناظم عمومی گھٹیالیاں رہے اور آجکل بطور سیکرٹری امور عامہ گھٹیالیاں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ انصار اللہ کے مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے۔جماعت کے لئے بڑی غیرت رکھنے والے تھے اور نظام جماعت کی اطاعت بھی ان میں خوب تھی۔خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ان میں بڑا جوش بھی تھا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔مغفرت کا سلوک فرمائے۔ان کے بچوں کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔یہ تو شہداء کا ذکر ہے۔اس کے علاوہ دو اور وفاتوں کا بھی اعلان کروں گا اور ان شہداء کے ساتھ ان کے جنازہ غائب بھی ادا کئے جائیں گے۔

ان میں سے ایک سعودی عرب کے مکرم عبدالرحمن الجبالی صاحب ہیں۔نومبائع تھے۔9 اکتوبر کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ان کی عمر 47 سال تھی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔2010ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہوئے تھے۔بڑے خاموش طبع اور غور و فکر کے عادی تھے۔اُنہیں احمدیت کی ترقی پر کامل یقین تھا اور کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو اُن کے ملک میں بہت پذیرائی مل رہی ہے اور احمدیت ہی وہاں کے لوگوں کی واحد امید گاہ ہے۔مرحوم بچپن سے ہی سچائی کے متلاشی تھے۔ان کی زندگی میں عام لوگوں سے ہٹ کر بہت سے عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔بالآخر اُنہیں احمدیت کی نعمت ملی جس پر ان کا ایمان بہت پختہ تھا۔گھر پر یا باہر ہر ملنے والے کو تبلیغ کرتے تھے۔گزشتہ دو سال سے کہا کرتے تھے کہ اب ان لوگوں کو تبلیغ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ سب لوگ احمدیت کے بارے میں جانتے ہیں لیکن قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے لہٰذا اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔2010ء میں جب یہ یہاں بھی آئے ہیں تو انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا تھا۔ان کے بارے میں سعودی عرب کے ہی ایک نومبائع لکھتے ہیں کہ ہمارے بھائی عبدالرحمن کو کوئی بیماری نہ تھی۔اچانک حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئے۔ہم گواہی دیتے ہیں کہ مرحوم ہر دلعزیز تھے۔نہایت بااخلاق اور مطمئن اور ہر وقت ذکر الٰہی اور درود شریف میں مصروف رہتے تھے۔دنیا اُن کی نظر میں بالکل ہیچ تھی۔غرباء کی مدد کرتے اور صدقات دیتے تھے۔بیعت کے بعد ان کا دل دنیا سے بالکل اُچاٹ ہو گیا تھا۔

دوسرا جنازہ مکرم عزت عبدالسمیع محمد جلال صاحب (مصر) کا ہے۔ان کی وفات 11 اکتوبر کو ہوئی ہے۔آپ مکرم خالد عزت صاحب (مصر) کے والد تھے۔خالد عزت صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد عزت عبدالسمیع صاحب 11 اکتوبر کو وفات پا گئے۔میرے والدین شروع میں جماعت کے مخالف تھے لیکن جب میری اپنے شدید مخالف بھائی مکرم محمد سے جماعت کی صداقت پر گفتگو ہوتی تو سن کر کہنے لگے کہ ہم دونوں بھی آپ جیسے مسلمان ہیں۔لیکن بیعت فارم پر دستخط کرنے کی ضرورت نہیں۔2009ء میں والد صاحب کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تو اُنہیں کچھ عرصہ میرے ہاں ٹھہرنے کا موقع ملا۔اس دوران ایم ٹی اے دیکھتے اور میری ملاقات کے لئے آنے والے احمدیوں سے متعارف ہوتے رہے۔اس طرح تسلی ہونے پر خود ہی 2010ء میں بیعت کر لی۔آپ نیک اور صالح اور نماز تہجد کے پابند تھے۔بچوں کو ہمیشہ رزق حلال کھلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کی پیروی سکھائی۔کہتے ہیں کہ پہلی بار خاکسار نے اُن کے ساتھ 1998ء میں حج کیا، اُس وقت میں بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہو چکا تھا۔اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی اپنی اولاد کے بارے میں بھی اور اپنے ہم وطنوں کے بارے میں بھی جو نیک خواہشات تھیں اُنہیں بھی پورا فرمائے۔

❁❁❁

مدح محبوب سبحانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انتخاب اشعار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

ہر طرف فِکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ... کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ... اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ... دِل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اِک مرجعِ عالم دیکھا ... خم کا خم منہ سے بصد حرص بگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ... تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات ... لا جرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دِلبرا ! مجھ کو قسم ہے تِری یکتائی کی ... آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تُجھ سے ہی اے خیر رسل ... تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

محمد پر ہماری جاں فدا ہے

کلام حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے ... کہ وہ کوئے صنم کا رہنُما ہے
مِرا دِل اُس نے روشن کردیا ہے ... اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے
خبر لے اے مسیحاؑ دردِ دل کی ... ترے بیمار کا دم گُھٹ رہا ہے
مِرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمد ... مِرے دل کا یہی اِک مُدّعا ہے
اُسی کے عشق میں نکلے مِری جاں ... کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے ... محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ ... کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اُسی سے میرا دِل پاتا ہے تسکیں ... وُہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

مُجھے اِس بات پر ہے فخر محمودؔ
مِرا معشوق محبوبِ خدا ہے

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی قبول احمدیت کے واقعات پر مشتمل نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

مکرم فضل الرحمن خان صاحب امیر جماعت راولپنڈی اور افریقن امریکن احمدی مکرم محسن محمود صاحب آف نیو یارک کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2 / نومبر 2012ء بمطابق 2 / نبوت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۳ / نومبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت بھی میں آپ کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات پیش کروں گا جو ان کی بیعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی روایت حضرت محمد شاہ صاحبؓ کی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے پہلے واقعات میں (اس سے پہلے یہ اپنے کوئی واقعات لکھ چکے ہیں، جہاں سے یہ حوالہ لیا گیا۔ اُس سے آگے چلتا ہے) یہ لکھا تھا کہ سیّد کو دوسرے کی بیعت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سیّد تھے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں یہی سمجھتا تھا کہ سیّد کو دوسرے کی بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں اور اسی لئے مَیں نے باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق پر سمجھتا تھا، بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کہتے ہیں، کچھ مدت تک مَیں اسی خیال میں پختہ رہا لیکن جب بھی کسی مجلس میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر ہوتا، اگر توصیفی رنگ میں ہوتا تو دلچسپی سے سنتا اور جس مجلس میں مخالفت ہوتی اس مجلس میں بیٹھنا ناگوار گزرتا۔ اس مجلس میں نہ بیٹھتا، اُٹھ کر چلا جاتا۔ آخر ایک روز کسی کے منہ سے بے پیر اور بے مرشد کا سن کر جو کسی اور سے کہہ رہا تھا، خیال آیا کہ بے پیر اور بے مُرشد تو ایک گالی ہے۔ اور میں خود بے پیر اور بے مرشد ہوں۔ کیا سیّد مستثنیٰ ہیں؟ خود ہی بعض گدی نشینوں کا خیال آ کر کہ بعض بڑے بزرگ گزرے ہیں اور وہ سیّد تھے۔ انہوں نے بھی بعض غیر سیّد بزرگوں کی بیعت کر کے فیض حاصل کیا۔ تو مَیں بھی اپنی جگہ فکر مند رہنے لگا۔ لیکن کم عقلی اور جہالت کی وجہ سے کسی سے دریافت نہ کیا۔ لیکن ایک مقصد دل میں رکھ کر بعض اچھے آدمیوں سے اپنے مقصد کے پورا ہو جانے کے واسطے کوئی وِرد پوچھنے اور کرنے شروع کر دیئے۔ یعنی دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ اور مقصد یہی تھا کہ مُرشد کامل اور سیّد مل جاوے (یعنی ایسا پیر ملے جو سیّد ہو) چنانچہ کافی عرصے تک چلّوں اور وِردوں کی دھن لگی رہی اور کرتا رہا۔ قبرستانوں میں، دریاؤں میں، کنوؤں پر اور پہاڑوں پر، بزرگوں کے مزاروں پر، غرضیکہ رات خفیہ جگہوں پر جا جا کر چالیس چالیس دن چلّے کئے۔ کچھ نہ بنا۔ آخر ایک روز مایوس ہو کر لیٹ گیا اور سو گیا۔ نیند میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ اُس نے تسلی دی کہ بیٹا تمہیں جو مُرشد ملے گا وہ سب کا مرشد ہو گا۔ اس کے ہوتے ہوئے سب پیر و مُرشد مات ہو جائیں گے۔ یہ نظارہ دیکھ کر دل کو تسلی ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ مُرشدِ کامل انشاء اللہ مل جائے گا۔ آخر 1905ء میں ایک رات مَیں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو کہ بالکل صاف اور پاکیزہ کیا گیا ہے، جیسے ایک بہت بڑا جلسہ گاہ ہو۔ نہایت صاف اور اس میں ایک سٹیج اونچی اور بادشاہوں کے لائق جس کی تعریف میرے جیسے کم علم سے نہیں ہو سکتی، تیار ہے۔ مجھ کو یہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہاں آجکل نبیوں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتماع ہے اور رسول کریم یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج اپنے پیارے بیٹے کو تخت پر بٹھانے آئیں گے۔ تو مَیں خوشی میں اچھلتا ہوں اور نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اس میدان میں سٹیج کے عین قریب سب سے پہلے ہانپتا ہوا اور سانس پھولا ہوا پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ میدان کھچا کھچ پاک لوگوں، نورانی شکلوں سے بھر گیا کہ معاً سب کی نظریں اوپر کی طرف کو دیکھنے لگیں۔ مَیں نے بھی اوپر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہوائی جہازوں کی طرح جھولے نہایت نفیس بنے ہوئے ہیں اور ان میں کسی میں فقط ایک مرد، کسی میں ایک مرد اور ایک عورت یا دو عورتیں اور کسی میں فقط عورتیں یا فقط مرد آسمان سے نہایت آرام سے آ جاتے ہیں۔ مجھے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہے اور یہ فلاں نبی ہے۔ اور بہت سی امّہات المومنین بھی مثلاً مائی صاحبہ حوّا، مائی صاحبہ ہاجرہ و مریم اور بی بی فاطمہ و خدیجہ رضی اللہ عنہا سب تشریف لے آئیں اور سب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امّہات المومنین آ کر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اسی طرح انتظار ہونے لگا جیسے جمعہ کے روز قادیان شریف مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے کی بات کر رہے ہیں، کہ اُن کا انتظار ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہنے لگتے ہیں کہ باپ بیٹا آتے ہی ہوں گے۔ کافی دیر کے بعد ایک جھولا اترا جو کہ سب جھولوں سے زیادہ مرصّع تھا۔ (سجا ہوا تھا۔) اُس میں جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتر کر سٹیج پر دو کرسیاں ساتھ ساتھ پڑی تھیں، تشریف فرما ہوئے۔ پہلے مجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے السلام علیکم کہا اور پہلے افتتاحی تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور فرمایا کہ میں اپنے بیٹے کو آپ سب نبیوں کے سامنے، جس کے متعلق پہلے سے آپ لوگوں کو خبریں دی جا چکی ہیں، تخت پر بٹھاتا ہوں۔ پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریر فرمائی۔ اس وقت مجھے سیّد کی حقیقت معلوم ہوئی اور حضرت صاحب کو دیکھا کہ وہی لدھیانہ کے سٹیشن والے ہی مرزا صاحب تھے۔ کہتے ہیں جب یہ پتہ لگ گیا کہ سیّد کا اصل مقام کیا ہے تو اگلے دن صبح اُٹھتے ہی بیعت کا خط لکھ دیا۔ پھر آگے لکھتے ہیں ہزاروں ہزار برکتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کی اولاد پر"۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 17 تا 20)

حضرت محمد علی صاحبؓ ولد گامے خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے 1903ء یا 1904ء میں جو بڑی پلیگ پڑی تھی اُس کے بعد گرمیوں کا موسم تھا اُس میں بیعت کی۔ پہلے والد صاحب نے بیعت کی تھی جو موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے جالی گاڑ رکھی ہے۔ (یعنی کہ ایک جالی لگائی ہوئی ہے) شکار کے لئے جو جال لگاتے ہیں۔ جس میں تین فاختائیں پھنس گئی ہیں۔ مولوی بوٹے خان صاحب سکنہ شکار نے اُن کی اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ آپ کے تینوں لڑکے احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم تینوں بھائی بعد میں پھر احمدی ہو گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 190)

حضرت مولوی علی شیر صاحب زیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت 1906ء میں کی تھی۔ موجب یہ ہوا کہ میں مولوی محمد علی صاحب برادر مولوی جلال الدین صاحب مبلغ یوپی سے قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔ آپ کو مولوی جلال الدین صاحب کے ذریعے تحریک ہوئی اور انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر مولوی علی محمد صاحب نے ہمیں تبلیغ کرنا شروع کی۔ مَیں نے استخارہ شروع کیا اور چالیس روز تک یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ کا وِرد جاری رکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ مدعی سچا ہے۔ کہتے ہیں، مختلف مدعی تھے پتہ نہ چلا کہ کس کے حق میں ہے۔ تو دوسری رات پھر کہا گیا کہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے۔ پھر کہتے ہیں تیسری رات کہا گیا کہ قادیان میں جس شخص نے دعویٰ کیا ہے، وہ سچا ہے۔ اس پر میں نے بیعت کر لی اور پھر خلافت ثانیہ پر بھی بشارت پر مَیں نے بیعت کی تھی۔ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت کے وقت جو ایک فتنہ اُٹھا تھا اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوئی تو انہوں نے بیعت کی)۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 219)

حضرت شیخ محمد حیات صاحب موگاؓ بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مولوی نور محمد صاحب آف مانگٹ نے تبلیغ کی تھی۔ شیخ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا ہوں۔ ایک چاند کی سی شکل میرے سامنے سے گزری اور مجھے ساتھ ہی یہ بتایا گیا کہ یہ قادیانی احمد ہیں۔ مگر خواب میں ہی میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اور اسی حالت میں

میں جاگ اُٹھااور مولوی نور محمد صاحب سے خواب کا ذکر کیا۔انہوں نے کہا کہ خواب کے علاوہ جو خیال آیا وہ شیطانی ہے۔اس پر مَیں نے بیعت کر لی۔(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 220)

حضرت عبدالرحیمؓ بوٹ میکر و جلد ساز ولد میاں قادر بخش صاحب بیان فرماتے ہیں کہ 1906ء میں مجھے قادیان آنے کا شوق پیدا ہوا۔ ہمارے خاندان میں صرف میرے ماموں صاحب محمد اسماعیل صاحب جلد ساز (والد محمد عبداللہ صاحب جلد ساز) اور اُن کے لڑکے بھائی محمد عبداللہ صاحب جلد ساز بھی احمدی تھے۔اُن سے زیادہ مخلص میری مامی صاحبہ تھیں، یعنی والدہ صاحبہ محمد عبداللہ صاحب۔اُن کے ذریعے ہمارے ماموں صاحب اور بھائی محمد عبداللہ صاحب قادیان آئے، احمدی ہوئے۔میں ماموں صاحب کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا۔اُن کی باتیں سنا کرتا تھا۔مثال دیا کرتے تھے کہ دیکھو تم بھی مجھے عبداللہ جیسے ہو۔(یعنی اُسی طرح پیارے ہو۔) لو بات سنو۔ بات یہ کہتے کہ لوگ حضرت مرزا صاحب کو برا کہتے ہیں مگر پھر بھی جماعت ترقی کرتی ہے۔مثال کے طور پر یاد رکھنا کہ کھیت میں جس قدر گندگی اور رُوڑی ڈالی جاوے اُسی قدر زیادہ اچھی فصل سرسبز ہوتی ہے۔ یہ لوگ جتنا گند بکتے ہیں، اُسی قدر زیادہ جماعت ترقی کرتی جاتی ہے۔سو خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے برے لوگوں کی صحبت میں رہ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہوئے۔ ماموں صاحب اور مامی صاحبہ سے میری خاص محبت تھی۔ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ تجھے قادیان ضرور لے کر جانا ہے۔ مجھے شوق تھا۔ایک دن فرمایا کہ ایک طرف کا کرایہ میں دوں گا، ایک طرف کا تم خرچ کرنا۔ (اُس بچے کو شوق دلایا کہ جانا تو ہے لیکن کم از کم خرچ تم نے اپنا کرنا ہے) کہتے ہیں کہ مجھے ہر جمعہ کے دن آٹھویں روز ایک پیسہ ملا کرتا تھا۔(جیب خرچ کے طور پر ایک پیسہ ملا کرتا تھا۔اُس زمانے میں پیسے کی بھی بڑی ویلیو تھی) کہتے ہیں مَیں وہ ایک آنہ ماہوار جمع کرتا۔(آنے میں چار پیسے ہوا کرتے تھے۔) مجھے یاد نہیں کتنے آنے میرے پاس تھے۔ بہرحال جتنے بھی تھے میں نے اپنے ماموں کو دے دیئے اور باقی سب کرایہ ماموں صاحب نے خرچ کیا۔(اب یہ بھی اُس بچے کو احساس دلانے کے لئے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے جانا ہے تو کچھ نہ کچھ تمہیں قربانی کرنی چاہئے اور اُس کی عادت اس طرح ڈالی۔ یہ معمولی سی رقم ہوگی، اصل رقم تو اُن کے ماموں نے ہی خرچ کی ہوگی) کہتے ہیں بہرحال 1907ء میں قادیان میں محمد عبداللہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ بنام فاطمہ جو میری بھی دودھ کی ہمشیرہ تھیں، اُس کو چھوڑنے کے لئے قادیان آیا۔ یہاں آ کر حقیقی مسلمان ہوا اور جماعت میں داخل ہوا۔اللہ کریم کا شکر ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 168-167)

عبدالستار صاحبؓ ولد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد صاحب سے سوال کیا کہ مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ ہمیں نہیں آتا، زندہ کا آتا ہے۔(یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ تو ہمیں پتہ نہیں۔ یہ احمدی نہیں ہوئے تھے، والد احمدی ہو گئے تھے۔ مسیح زندہ ہے یہ مسئلہ تو ہمیں پتہ ہے، اُس کی وفات ہمیں سمجھ نہیں آتی کس طرح ہو گئی) یہ ہمیں سمجھا دیں تو میرے والد صاحب نے اپنا ایک خواب بیعت سے آٹھ دس ماہ کے بعد یہ سنایا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے پر دیکھا کہ دو خیمے لگے ہوئے ہیں۔ایک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں رسول کریم کے خیمے میں داخل ہوا اور یہ سوال کیا کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے بزرگ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص بہت لائق ہے۔ بہت لائق ہے۔ بہت لائق ہے۔ تین دفعہ انگلی کے اشارہ سے فرمایا۔ مکمل شہادت کو دیکھ کر یقینِ کامل ہو گیا کہ آپ یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں راستباز ہیں، سچے ہیں۔ ہمیں حیات و ممات کے مسئلے کی ضرورت نہیں ہے۔(باپ نے تو کہا کہ مجھے ایک خواب آ گئی۔ بڑی واضح خواب تھی اس لئے مجھے اس کا نہیں پتہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہیں یا زندہ ہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے یہی نظارہ کافی ہے اور مَیں نے اس لئے بیعت کر لی)۔(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 178)

حضرت چوہدری نظام الدین صاحبؓ ولد میاں نبی بخش صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا واقعہ طاعون کی پیشگوئی کے موقع پر موضع شکار ماچھیاں سے مولوی رولدو صاحب کی بیوی اور پانچ چھ اور عورتیں طاعون سے مرعوب ہو کر کمال سردی اور بارش کے موقع پر بیعت کی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔(جب طاعون ہو رہا تھا تو شکار ماچھیاں سے پانچ چھ عورتیں باوجود اس کے کہ سردی بہت تھی اور بارش ہو رہی تھی، طاعون کے خوف سے آئیں۔انہوں نے کہا کہ بیعت کر کے ہی جان بچائی جا سکتی ہے۔تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بارش میں بھیگتی ہوئیں حاضر ہوئیں) حضرت صاحب نے اُن کی حالتِ تکلیف سفر اور سردی وغیرہ دیکھ کر نہایت شفقت اور مہربانی سے عذرات مناسب فرمائے اور بھیگے کپڑے اتروا کر نئے کپڑے پہنوا دیئے، یعنی اُن کے کپڑوں کا انتظام کر دیا اور سردی دور کرنے کے لئے آگ سلگوا دی۔ جب آسودہ حال ہوئیں تو عرض کی حضور خاکساروں کی بیعت قبول فرمائی جائے۔حضور نے مہربانی اور عنایت سے عرض منظور فرما کر بیعت کے زمرہ میں داخل فرما لیا۔مولوی صاحب مذکور کی بیوی نے پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ''السلام علیکم'' پیش کیا۔(مولوی صاحب کی جو بیوی تھی اُن میں سے کچھ پڑھی لکھی تھیں۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیعت کرنے کے بعد حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد آتا ہے کہ میرے مسیح کو پیغام پہنچاؤ، وہ پیش کیا) تو حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ پیغام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آج تک کسی نے نہیں ادا کیا۔لوگ آتے ہیں، بیعت کرتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پھر بایعانِ مذکورہ نے عرض کی کہ حضور کا پس خوردہ بوجہ تبرک ہمیں ملنا چاہئے جو تبرک ملا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 233-232)

چوہدری حاجی ایاز خان صاحب جو ہنگری وغیرہ کے مبلغ بھی رہے ہیں۔ وہ اپنے والد صاحب حضرت چوہدری کرم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔انہوں نے اُن کو جو بتایا، بیٹے نے اُس کی آگے روایت کی ہے۔حضرت چوہدری کرم دین صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ جب حضرت صاحب کے جہلم آنے کے متعلق افواہ تھی اُس وقت تمہاری والدہ حسین بی بی کو خواب میں اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جو جہلم آنے والا ہے اور لوگ اُس کی مخالفت کرتے ہیں، وہ سچا ہے۔ چنانچہ صبح کو تمہاری والدہ نے مجھے کہا کہ یہ بڑی خوش قسمتی ہوگی اگر تم اس پاک مرد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرو اور بیعت کرو۔ چنانچہ جس دن حضرت صاحب جہلم پہنچے، اُس دن کھاریاں اور دوسرے سٹیشنوں پر اس قدر ہجوم ایک دن پہلے سے جمع ہو رہا تھا کہ حضور کو دیکھنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔اس لئے مقدمے کی تاریخ کے دن، (یہ حاجی ایاز خان صاحب کے والد ان کو کہہ رہے تھے کہ مقدمے کی تاریخ کے دن) تمہاری والدہ نے سحری کے وقت مجھے تازہ روٹی پکا کر دی اور میں کھا کر پیدل جہلم چلا گیا اور کچہری کے احاطے میں مشکل سے پہنچا کیونکہ لوگ کئی کئی حیلے کر کے حضرت صاحب کی شکل مبارک دیکھنے کے لئے ترس رہے تھے۔ ڈپٹی صاحب کی کوٹھی کے پرے بہت خوبصورت داڑھیوں والے مولوی لوگ وعظ کرتے تھے اور کہہ رہے تھے، (یعنی کچھ احمدی لوگ تھے پنجابی میں کہہ رہے تھے کہ) ''او خلقتے خدا دی اے، اوہ سچا مہدی، اوہ سچا مسیح، اوہ بڑیاں اُڈیکاں والا مسیح، اوہ آ گیا اے، من لوتے ویلا جے'' یعنی اے مخلوق خدا! وہ سچا مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کی مدتوں سے انتظار تھی، وہ آ گیا ہے۔ اب وقت ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔ ہمارے کھاریاں کے احمدی کچھ دن پہلے جہلم چلے گئے ہوئے تھے کیونکہ وہاں لنگر اور پہرے کا انتظام کرنا تھا۔حضرت صاحب جب ڈپٹی کی کچہری میں داخل ہوئے تو ایک دو منٹ بعد ہی کمرے سے باہر آ گئے اور دھوم مچ گئی کہ آپ بَری ہو گئے ہیں اور بگھی میں بیٹھ کر سٹیشن کی طرف چلے گئے۔ مَیں حیران تھا کہ حضور تک کس طرح رسائی ہو اور بیعت کس طرح کروں۔ چنانچہ معلوم نہیں حضور شہر کی جانب سے ہو کر سٹیشن گئے یا دوسرے راستے کی سڑک سے، لیکن میں دوڑ کر سیدھا سٹیشن پہنچا۔حضور گاڑی میں بیٹھ گئے اور پولیس نے سب آدمیوں کو سٹیشن کے باہر کر دیا۔جنگلے کے پار جدھر دیکھو، جہاں تک نظر جاتی تھی، آدم ہی آدم نظر آتا تھا۔جب پولیس نے ہمیں پلیٹ فارم سے باہر نکالنا چاہا تو میری نظر ایک کانٹے والے یعنی ریلوے پوائنٹس مَین پر جا پڑی۔ ریلوے کا ملازم تھا، اُس کا نام عبداللہ تھا اور وہ موضع بوڑے جنگل میں رہنے والا تھا اور کبڈی اور کشتی لڑنے میں مشہور تھا۔ میرا واقف تھا۔ اُس کو مَیں نے کہا کہ کوئی صورت کرو کہ اب پولیس مجھے باہر نہ نکالے۔ میں نے قریب ہو کر مرزا صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ چنانچہ عبداللہ کانٹے والے نے میرے ہاتھ میں ایک ریلوے جھنڈی دے دی۔ ایک اُس کے ہاتھ میں تھی اور ایک دوسری میرے ہاتھ میں اور ہم دونوں اس طرح ٹہلنے لگے جیسے کہ مَیں بھی ریلوے ملازم ہوں۔ اب صرف چند آدمی تھے اور باقی مخلوق جنگلے کے باہر۔ مَیں نے جھنڈی وہیں پھینکی اور جس ڈبے میں حضرت صاحب تھے اُس کی طرف بڑھا۔ حضرت صاحب نے جیب سے گھڑی نکالی اور فرمایا، ابھی تو دس منٹ باقی ہیں۔ آواز دو جس نے بیعت کرنی ہے کر لو۔ بیعت کا لفظ حضور کے منہ میں تھا کہ کھڑکی کے سامنے پائیدان پر موجود اور آگے بڑھا۔ ایک مولوی صاحب نے باہر نکل کر بیعت کے لئے لوگوں کو آواز دی اور ابھی آواز کے لئے باہر نکلے تھے کہ میں نے ذرا اور آگے سر جھکایا تو حضرت صاحب نے میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا۔ بیعت کرنی ہے؟ مَیں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ جی صاحب میرے۔ چنانچہ حضور نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور کلمہ شہادت پڑھایا اور کئی باتیں جیسے شرک نہیں کروں گا اور سچ بولوں گا وغیرہ جواب مجھ یاد نہیں ......۔ مگر جب حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُدھر سے ایک مولوی صاحب کی آواز بیعت کے لئے نکلی تو جو لوگ سٹیشن کے برآمدے میں تھے یا جنگلے کے باہر، وہ سب ٹوٹ پڑے اور جنگلہ پھلانگ کے ایک آن میں پلیٹ فارم پُر کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ لو۔ (یعنی ان کا ہاتھ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ باقی جو بیعت کرنے والے ہیں اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ لیں۔) مگر یہ تو پہلے چار پانچ آدمیوں نے ہی میری کہنی اور بازو پر ہاتھ رکھے تھے اور اب تو ہجوم تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ لو اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے کے کندھوں اور بازوؤں پر۔ پس میرا ہاتھ حضرت

صاحب کے ہاتھ میں تھا اور باقی نامعلوم کہاں تک پیچھے کو کندھوں پر ہاتھ رکھنے کا سلسلہ تھا۔ حضرت صاحب نے میرا ہاتھ خوب مضبوط پکڑا ہوا تھا اور آنکھیں قریباً بند تھیں۔ حضور کی پگڑی برف کی طرح سفید تھی اور پگڑی کے نیچے کلاہ نہیں تھا بلکہ رومی ٹوپی کی طرح کچھ تھا اور پُھندنا بھی سیاہ رنگ کا پگڑی سے اوپر کو نکل کر لٹک رہا تھا جو بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ جب بیعت لے چکے تو حضور نے گھڑی نکال کر دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک منٹ باقی ہے۔ دوستوں کو گاڑی سے علیحدہ کرنا چاہئے۔ کوئی حادثہ نہ ہو۔ (یہ حضرت اقدس کے اصل الفاظ نہیں مگر مفہوم یہی تھا۔) چنانچہ لوگ تھوڑے سے گاڑی سے ہٹ گئے لیکن میں نے دروازے کا ڈنڈا پکڑے رکھا اور گاڑی نہایت آہستہ سے حرکت میں آئی اور مَیں نے حسرت بھری نگاہوں سے حضور کو دیکھا تو حضور نے ذرا آگے جھک کر میری پشت پر تھپکی دی اور فرمایا: اچھا خدا نگہبان۔ چنانچہ حضور کے اتنا فرمانے پر میں پائیدان سے نیچے اتر آیا۔ اور بس کیا سناؤں۔ عجب ہی رنگ اور عجب ہی سماں تھا۔ اس قدر مخلوق قیامت کو ہی نظر آئے تو آئے ورنہ کیا درخت اور کیا زمین، مخلوق سے لدے ہوئے تھے۔ فقط بیعت کے وقت والد صاحب کی عمر 52 سال تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 2 صفحہ 83-80)

حضرت مولا داد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 1880ء سے پہلے کا واقعہ ہے جب میری عمر دس گیارہ سال کی ہوگی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا گروہ آدمیوں کا کمر بستہ ہے اور ایک شخص اُن کے آگے آگے ہے وہ بھی کمر بستہ جا رہا ہے۔ سر سے اور گلے سے سب برہنہ معلوم ہوتے ہیں۔ کمروں میں پٹکے بندھے ہوئے ہیں۔ سب سے اگلا جو ہے وہ پیشرو معلوم ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ’’ہفت زمین ہفت آسمان از خویش پیدا می کنم‘‘ اور پیچھے والے سب یک زبان ہوتے ہیں ’’از خویش پیدا می کنم، از خویش پیدا می کنم‘‘ اسی طرح کہتے جاتے ہیں اور جھومتے جاتے ہیں۔ ایک پختہ چار دیواری میں جا داخل ہوتے ہیں۔ یعنی سات زمین اور سات آسمان مَیں ہی پیدا کرنے والا ہوں، مَیں نے خود ہی پیدا کیا ہے یا پیدا کروں گا۔ بہرحال یہ بھی نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال ان کو خواب میں یہ دکھایا گیا۔

پھر اگلی روایت کرتے ہیں کہ 1906ء کو میرے بڑے بھائی عبدالحکیم تپ سے بیمار تھے۔ (بخار سے بیمار ہو گئے۔) اُن کا علاج ایک طبیب مولوی جو سلسلے کا سخت مخالف تھا، کر رہا تھا اور اُس کا بڑا بھائی شمس الدین احمدی تھا۔ وہ گاؤں موضع دودہ علاقہ سکر شکر میں ہے۔ اس طبیب مولوی نے حضرت اقدس کی شان میں نا ملائم الفاظ استعمال کئے۔ (یعنی اچھے الفاظ استعمال نہ کئے) مَیں تو موجود نہ تھا۔ لیکن بھائی جو بیمار تھا انہوں نے اپنے حکیم کو روکا۔ کہتے ہیں جب مَیں باہر سے آیا تو وہ مولوی چلا گیا تھا۔ بھائی صاحب نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا کہ مَیں اس طبیب سے علاج نہیں کراتا۔ اس نے حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ غرض وہ مولوی راستہ میں ہی طاعون کا شکار ہو گیا۔ پھر میں بھائی صاحب کو اپنے ساتھ بہاولنگر لے گیا وہاں دو اسسٹنٹ سرجن علاج کرتے رہے مگر آخر انہوں نے جواب دے دیا کہ اب یہ بچ نہیں سکتے۔ علاج ترک کر دو اور پیسہ خراب نہ کرو۔ (شدت سے طاعون پھیلا ہوا تھا، وہ مولوی جو بدزبانی کر رہا تھا، وہ تو رستے میں طاعون کا شکار ہو کے ختم ہو گیا لیکن بھائی جو ان کا علاج کروا رہے تھے، اُن کی بیماری جو ہے وہ بڑھتی چلی گئی۔ بہاولپور جب لے کر گئے ہیں وہاں بھی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا)۔ کہتے ہیں تب مَیں نے ایک سال کے بعد حضرت اقدس کے حضور خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ ’’فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ تم بھی دعا کرو انشاء اللہ صحت ہو جائے گی‘‘۔ اس خط کے دوسرے دن مَیں نے دیکھا کہ بھائی کا بخار جاتا رہا۔ مَیں نے کہا اب آپ کو بخار نہیں ہے۔ مَیں نے اُٹھا کر بٹھایا اور خود سہارا لے کر بیٹھ گیا تو بھائی صاحب نے کہا کہ میرا سینہ جو جلتا تھا اب سرد ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے حضرت اقدس کے حضور لکھا تھا۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا ہے کہ ہم دعا کریں گے۔ خدا تعالیٰ شفا دے گا۔ تب سن کر پنجابی میں کہنے لگا کہ ’’او ہو ہن مَیں نئیں مردا۔ مسیح نے مردہ زندہ کیتا اے‘‘۔ اس کے بعد وہ احمدی ہو گئے۔ یعنی بیعت کر لی اور پھر پوری صحت ہو گئی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 2 صفحہ 85-84)

اس سے پہلے احمدی نہیں تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بات سننا پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضور مسجد میں تشریف لائے اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو میں نے حضور کو پہچان لیا اور فوراً بجلی کی طرح میرے دل میں ایک لہر پیدا ہوئی کہ یہ وہ مبارک وجود ہے جس کو میں نے ایام طالب علمی یعنی ستمبر 1882ء کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے اُس دن وہ لباس پہنا ہوا تھا جس لباس میں وہ مجھے خواب میں ملے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 5 صفحہ 42)

حضرت مولوی امام الدین صاحب فیضؓ ولد مولانا بدرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی پوری ہدایت رؤیائے صادقہ سے ہوئی جو استخارہ مسنونہ کئی بار کرنے کے بعد مجھے آئی۔ جب میں پہلی دفعہ بٹالہ والے پیر صاحب کی اجازت لے کر صرف قادیان دیکھنے کے واسطے آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے وقت پوچھا کہ وحی تو خاصہ انبیاء کا ہے۔ آپ یہ دعویٰ کیسے کرتے ہیں۔ فرمایا کہ وحی تو شہد کی مکھی کو بھی ہوتا ہے اور سید عبدالقادر اور حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے بھی فرمایا ہے کہ وحی والہام مکاشفات الٰہیہ اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ مَیں بحث کرنے نہیں آیا۔ مجھے تو صوفیائے کرام کی طرح سچی خواب یا الہام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آپ کی صداقت کا یقین آئے گا۔ (یعنی بحث تو مَیں نے نہیں کرنی۔ کوئی سچی خواب آئے یا الہام ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو مجھے یقین آئے گا۔ اس لئے آیا ہوں۔ یہ آپ مجھے کر کے دکھائیں)۔ آپ نے فرمایا کہ آپ استخارہ کریں۔ مَیں نے کہا کونسا استخارہ؟ فرمایا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری صداقت اللہ تعالیٰ سے پوچھو۔ عرض کی کہ کس طرح؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ استخارہ کر کے۔ یہ دو باتیں تھیں جن سے مجھے یقین ہوا کہ یہ شخص مکّار نہیں ہے۔ خیر چار ماہ بعد استخارہ مسنونہ (چار ماہ یہ استخارہ کیا اور اس مسنونہ استخارہ کے بعد کہتے ہیں میں نے) یہ رؤیا دیکھا کہ میں ایک مسجد میں آیا ہوں جو مسجد مبارک کی طرح ہے۔ حضرت صاحب صبح کی نماز پڑھ کر دالان میں نہایت مبارک نورانی صورت سے آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ کے دعویٰ کی صداقت کا طالب ہوں۔ (یعنی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح آپ کا دعویٰ سچا ہے؟) کہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے یہ بڑی اونچی آواز آئی۔ ’’جس آونا سی او تے آ گیا‘‘ پنجابی میں۔ کہتے ہیں یہ آواز میرے دل کے اندر داخل ہو گئی اور یقین کامل ہو گیا کہ جس نے آنا تھا، یعنی مسیح موعود، مہدی موعود یہی حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اثناء استخارہ (یعنی استخارہ کے دوران) مَیں نے بہت دعائیں عجز و نیاز سے کیں۔ ایسے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ! اگر مجھے صاف پتہ نہ لگا تو قیامت کے دن اگر مجھ سے باز پرس ہوئی تو یہی کہوں گا کہ مَیں نے دنیا میں نہایت عجز سے دعا کی تھی کہ عیسیٰ مہدی یہی ہے تو یا اللہ! مجھے بتا دیا جائے۔ آپ نے کیوں نہ بتایا؟ پھر میں نے خط و کتابت حضرت صاحب سے شروع کر دی۔ جواب میں اکثر نماز بحضور دل پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ (یعنی بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھا کرو۔ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی تاکید فرماتے تھے۔) اور کوئی اعتراض جو مخالفین کرتے تھے اُس کا جواب مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے عرض کی کہ مَیں نے بیعت تو پہلے حضرت خواجہ شمس الدین سیال شریف مرحوم والے کی چشتیہ طریق پر کی ہوئی ہے۔ اور پھر میرے پیر صحبت اُن کے مرید مجاز خلیفہ سید حیدر شاہ صاحب مرحوم اور طریقہ قادریہ میں پیر ظہور حسین صاحب مرحوم بٹالہ ہیں۔ کیا اب بیعت کی کوئی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اَور بیعت ہے۔ ضروری یہی بیعت ہے جواَب کرو گے۔ اس پر مَیں نے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کی‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 27-25)

یہ تھیں چند روایات جو مَیں نے بیان کیں۔

اس وقت مَیں چند مرحومین کا بھی ذکر کروں گا۔ جن میں سے ایک مکرم محترم فضل الرحمن خان صاحب ہیں جو امیر ضلع راولپنڈی تھے۔ ان کی 29/اکتوبر 2012ء کو مختصر علالت کے بعد تراسی (83) سال کی عمر میں وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ ان دنوں میں یہیں تھے۔ جلسے پر آئے تھے۔ اُس کے بعد پھر ان کو میں نے کہا کچھ دیر رُک جائیں۔ بیماری تو ان کی کافی لمبا عرصہ سے چل رہی تھی لیکن ماشاء اللہ ذہن بالکل اَلرٹ (Alert) تھا اور بڑی ہمت سے انہوں نے امارت کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں۔ یہ مکرم مولوی عبدالغفور صاحب کے بیٹے تھے جنہوں نے خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ لیکن مکرم فضل الرحمن صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے پارہ چنار سے حاصل کی۔ مڈل اور میٹرک کے امتحانات بھی اعزاز کے ساتھ پاس کئے۔ پھر 1948ء میں اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا۔ 51-50ء میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد پنجاب کالج آف انجنیئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں داخلہ لیا اور 1953-54ء میں بی ایس سی مکینیکل انجنیئر نگ اور سول انجنیئر نگ کے امتحان پاس کئے۔ مختلف سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں یہ اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ انجنیئر نگ کالج میں تحصیل علم کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر احمدی سٹوڈنٹس کے ساتھ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک میٹنگ ارینج (Arrange) کی اور جب آ کے اطلاع کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مَیں تو بڑا مصروف ہوں لیکن انہوں نے بتایا کہ ہم تو اطلاع کر چکے ہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے مَیں لاہور آؤں گا اور ان کو کہا کہ انتظام کرو اور انہوں نے انتظام کیا۔ امیر جماعت لاہور کو بعد میں پتہ لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ بہرحال یہ اُس زمانے سے جماعت کے کاموں میں انوالو (Involve) تھے۔ ملازمت کے سلسلے میں حیدر آباد رہے۔ وہاں کے قیام کے دوران اور خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں خدام الاحمدیہ میں انہوں نے قائد علاقہ خدام الاحمدیہ، پھر قاضی ضلع حیدر آباد

کے طور پر بھی خدمت کی۔ اس کے علاوہ صدر حلقہ بھی رہے۔ سیکرٹری اصلاح و ارشاد، نائب امیر ضلع اور 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو بطور امیر شہر اور ضلع راولپنڈی مقرر فرمایا۔ خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ عشق تھا۔ ہر محفل میں آپ کی گفتگو کا محور جماعتی واقعات، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے واقعات اور خلفائے احمدیت ہوتے تھے۔ ہمیشہ خلافت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق کی تاکید اپنی اولاد کو کرتے رہے۔ انتہائی دعا گو انسان تھے۔ بچے کہتے ہیں کہ روزانہ صبح گھر سے نکلنے سے پہلے سب کو بٹھا کر دعا کروایا کرتے تھے اور انہوں نے شروع سے ہی یہ طریق رکھا ہوا تھا۔ پچھلے چند دنوں میں جب یہ ہسپتال میں رہے ہیں تو وہاں بھی غنودگی کی حالت سے جب باہر آتے تھے تو پھر بچوں کو یہی کہتے تھے کہ اب ہاتھ اُٹھا کے دعا کر لو۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ بیٹے سارے ملک سے باہر ہی ہیں اور بیٹیاں بھی باہر ہیں۔ ان کی بڑی ہمشیرہ وفات پا گئی تھیں تو ان کے بچے چھوٹے تھے۔ ان کی پرورش انہوں نے کی۔ بلکہ ان کی بچیوں میں سے ایک بچی کو دو دفعہ بڑا صدمہ ہوا تو اس کا بڑا خیال رکھا۔ ان کی جو بھانجی تھی اس کی شادی انہوں نے نوابشاہ یا سانگھڑ میں کی۔ وہاں ان کی بھانجی کے جو خاوند تھے اُن کو شہید کر دیا گیا۔ پھر دوسری شادی اُن کے بھائی پیر حبیب صاحب کے ساتھ کی تو اُن کو بھی کچھ عرصے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ اس طرح ان کی بھانجی کو دو دفعہ بیوگی کو دیکھنا پڑا اور دونوں دفعہ شہداء کی بیوہ بنی ہیں۔

ان کے متعلق قائمقام امیر راولپنڈی مبارک احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کا ہر رکن خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا، مرد ہے یا عورت، آپ کی شفقت بے پایاں سے ذاتی طور پر فیضیاب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ انہی خداداد صلاحیتوں کا نتیجہ تھا کہ آپ کے دورِ امارت میں جو نومبر 1998ء سے شروع ہوا، جماعت راولپنڈی نے اموال و نفوس کے لحاظ سے ہر شعبے میں نمایاں ترقی کی اور راولپنڈی کا شمار ملک کی جو اچھی جماعتیں ہیں، اُن میں ہونے لگا۔ مجموعی طور پر آپ کی جماعتی خدمات کا عرصہ نصف صدی یا پچاس سال کے عرصے میں پھیلا ہوا ہے جو خلافت ثانیہ سے شروع ہوتا ہے۔ متعدد مرکزی کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ آپ کے دورِ امارت میں تاریخ احمدیت راولپنڈی کی تدوین اور اشاعت کا کام ہوا۔ اس کے لئے آپ کو بڑھاپے اور مختلف عوارض کے باوجود کئی کئی روز مسلسل گھنٹوں بیٹھنا پڑا اور اس تاریخی دستاویز کو ایک ایک کر کے لفظ بہ لفظ پڑھا، سنا اور پھر اس کے منظوری دی۔ اسی طرح صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ راولپنڈی کو ایک دیدہ زیب اور منفرد خلافت جوبلی سووینئر شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اس کا تمام تر سہرا بھی آپ کے سر ہے کیونکہ آپ نے اس اہم کام میں ذاتی دلچسپی لی اور مضمون نگار حضرات کو اور خواتین کو ذاتی طور پر فون کر کے مضامین لکھوائے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا 1998ء میں خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ اس سے قبل آپ کو تقریباً ساڑھے چار سال تک نائب امیر کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ امارت کی یہ تبدیلی بھی بوجوہ ہوئی تھی تو اُس وقت مَیں ناظر اعلیٰ ہوتا تھا اور اُس زمانے میں یہ میرے علم میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ انہوں نے قائد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے کام کیا ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صدر خدام الاحمدیہ ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے لکھا کہ امیر ضلع کے لئے، امیر پنڈی شہر کے لئے کوئی نام تجویز کرو۔ زیادہ نام تو اس وقت میرے سامنے نہیں تھے تو مَیں نے انہی کا ایک نام بھیجا تھا جس کو فوری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منظور فرمایا اور فرمایا کہ ہاں ان کو میں جانتا ہوں، یہ انتظامی لحاظ سے بھی بڑے اچھے کام کرنے والے ہیں اور ویسے بھی اخلاص و وفا کے لحاظ سے بڑے اچھے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کام سنبھالیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے پھر خوب کام سنبھالا۔ زندگی کے آخری دن تک مفوضہ ذمہ داریوں کو انتہائی احسن رنگ میں نبھایا ہے اور خلافت کے فدائی اور جان نثار وجود تھے اور اشاروں پر چلنا جانتے تھے۔ اس کو ایک سعادت سمجھتے تھے اور صرف جماعتی کاموں میں نہیں بلکہ میں نے ذاتی معاملات میں بھی دیکھا ہے۔ جلسے پر جب یہاں آئے ہیں تو مَیں نے ان کو کہا کہ کچھ عرصہ یہاں رہ جائیں لیکن ان کی اہلیہ کے چہرے کے تأثرات سے مجھے لگا کہ یہ یہاں رہنا نہیں چاہتیں لیکن انہوں نے بڑی بشاشت سے کہا کہ جب تک آپ کہیں انشاء اللہ ہم رہیں گے اور شاید یہیں ان کی وفات ہونی تھی اور جنازہ پڑھانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا۔ ابھی ان کا جنازہ بھی انشاء اللہ میں پڑھاؤں گا۔

ڈاکٹر نوری صاحب سے ان کا بڑا تعلق تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کا میرے ساتھ تعلق مختلف حیثیتوں سے تھا۔ قریبی دوست بھی تھے اور ڈاکٹر کی حیثیت سے ان کے ڈاکٹر بھی تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے ان کے نائب امیر کے طور پر بھی ان کے ساتھ کام کیا۔ کہتے ہیں ہر لحاظ سے میں نے ان کو دیکھا ہے۔ یہ فضل الرحمن صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ خدا تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے، ہر قسم کے حالات میں ہمیشہ اُسی پر توکل رکھنے والے، خلافت سے آپ کا کامل وفا، پیار اور اطاعت کا تعلق تھا۔ جب بھی خلیفہ وقت کا ذکر ہوتا تو آپ کی آواز بھرّا جاتی اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف جماعت کی خدمت تھا۔ ان کو بہت سی بیماریاں لاحق تھیں اور ویل چیئر استعمال کرتے تھے لیکن اس کے باوجود دینی خدمات کے لئے بہت محنت کیا کرتے تھے۔ آخری دو تین سال تو ویل چیئر پر تھے۔ کبھی شکوہ نہ کرتے تھے اور کبھی ماتھے پر بل نہ لاتے تھے۔ غریبوں، ضرورتمندوں، یتیموں، بیواؤں اور مستحق طلباء کا بہت خیال رکھتے تھے۔ عزیز رشتہ داروں، مختلف پریشان حال اور مالی بحران سے متاثرہ خاندانوں کی مدد اور رہنمائی کیا کرتے تھے۔

قائد خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی لکھتے ہیں کہ محترم امیر صاحب ایک منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ آپ انتہائی ملنسار، غریب پرور، ہمیشہ راضی بقضاء رہنے والے، خلافت سے دلی محبت رکھنے والے، صابر و شاکر بزرگ انسان تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی حقیقی تصویر تھے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کو محترم امیر صاحب کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔ ان کی شفقت اور محبت ایک باپ سے بڑھ کر تھی۔ (اور یہ رویہ ہے جو ہر جگہ ہر امیر اور ہر صدر کا خدام الاحمدیہ کے نظام کے ساتھ اور باقی نظاموں کے ساتھ بھی ہونا چاہئے۔ اور ہر قائد کا نوجوانوں کے ساتھ بھی، قائدین اور صدران کو یہی رویہ رکھنا چاہئے)۔ یہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کو بھی جس حد تک ہو سکا ایک بیٹے کی طرح اُن کے زیر سایہ جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ سب جو ان کی خوبیاں بیان ہو رہی ہیں، ان میں مَیں نے دیکھا ہے کہیں بھی کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ شاید کوئی کمی رہ گئی ہو۔ قائد صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب کو قیادت اور امارت کی قائدانہ صلاحیتوں سے بھی خوب نوازا تھا۔ آپ کو ہر عہدیدار اور کارکن سے اُس کی اہلیت اور قابلیت اور طاقت کے مطابق کام لینے کا سلیقہ اور ڈھنگ آتا ہے اور ہر عہدے دار بلکہ جماعت کا ہر فرد آپ کے ہر حکم اور ارشاد کی تعمیل بجالا کر خوشی محسوس کرتا اور اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتا تھا۔ خدام الاحمدیہ سے ان کی شفقت بھی ایک باپ سے بڑھ کر تھی۔ خاکسار کو یہ کہنے میں کوئی وہم نہیں کہ خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے جو پچھلے دس سالوں میں غیر معمولی ترقی اور مضبوطی حاصل کی ہے اس میں محترم امیر صاحب کا سب سے بڑا حصہ ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ احباب جماعت سے محبت اور ان کی تکلیف کا بہت زیادہ خیال فرماتے تھے۔ 28 رمئی کے بعد امیر صاحب نے خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے ذمہ کافی کام لگائے جن میں کنسٹرکشن اور سکیورٹی کے کام بھی شامل تھے۔ ان امور میں بہت زیادہ اخراجات بھی ہوئے لیکن کبھی امیر صاحب نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ ایک موقع پر راولپنڈی کے ایک احمدی عہدیدار نے ان خدشات کا اظہار کیا کہ امیر صاحب روپیہ بہت خرچ ہو رہا ہے جس پر امیر صاحب نے کہا کہ ایک احمدی کی جان کے مقابل پر لاکھوں روپیہ بھی کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اگر کسی احمدی کی جان چلی جائے تو ہم خلیفۂ وقت کو کیا جواب دیں گے کہ چند لاکھ روپے کی خاطر ہم نے یہ انتظام نہیں کیا تھا۔ راولپنڈی شہر کے حالات کی خرابی کے بعد جب حلقہ جات میں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع ہو گئی (وہاں مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے تو مختلف حلقوں میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ پنڈی شہر میں بھی کافی ٹینشن ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ اُن کے لئے بھی دعا کریں کہ وہاں بھی حالات ٹھیک ہوں۔) پھر کہتے ہیں اس بات کا ان کو بہت شدت کے ساتھ احساس تھا کہ جماعت کے ساتھ رابطہ نہیں ہو رہا۔ جماعت ایک جگہ جمع ہو جاتی ہے تو امیر جماعت کو بہر حال ہدایات دینے اور اُن کی رہنمائی کرنے، اور اُن کی باتیں سننے سمجھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن وہاں تو دفتر تک میں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی، ہر چیز سیل (Seale) کر دی گئی تھی۔ کہتے ہیں خاکسار کو ہدایت تھی کہ کسی نہ کسی حلقے میں بندوبست کروائیں اور اُنہیں جمعہ کے لئے لے کر جائیں۔ امیر صاحب نے قائد صاحب کو کہا ہوا تھا کہ کیونکہ اب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اس لئے فضل الرحمن صاحب بطور امیر مختلف جگہوں پر جایا کریں گے تا کہ لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم رہے۔ کہتے ہیں لیکن مَیں کوشش کرتا تھا کہ ایسی جگہ نہ لے کر جاؤں جہاں سیڑھیاں چڑھنی پڑھیں کیونکہ اُن کو گھٹنوں کی تکلیف تھی۔ ایک بار انہوں نے خود ہی کہا کہ بیت الحمد مری روڈ کا پروگرام بنائیں۔ اس پر قائد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ امیر صاحب وہاں تو بہت سیڑھیاں ہیں اور آپ کو بہت تکلیف ہو گی۔ لیکن امیر صاحب نے کہا کہ نہیں، کچھ نہیں ہوتا، دوستوں سے ملے بہت وقت ہو گیا ہے۔ پھر مرکزی عہدیداروں کا بھی بڑا احترام تھا۔ یہ بھی امراء کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مرکزی عہدیداروں کو عزت و احترام دیں۔ گو اُن کا مطالبہ کوئی نہیں اور نہ کسی مرکزی عہدیدار کے دل میں خیال آنا چاہئے کہ مجھے عزت و احترام ملے۔ لیکن جماعتوں کا، افراد کا، جماعتی عہدیداروں کا، امراء وغیرہ کا کام ہے کہ اس بات کا خیال رکھا کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ صدر صاحب خدام الاحمدیہ پنڈی آئے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے ملاقات کرنی ہے۔ صدر صاحب نے کہا کہ مَیں آ جاؤں گا مجھے وقت بتا دیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں، آپ نہیں آئیں گے۔ آپ وہیں رہیں جہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، مَیں آپ کو ملنے کے لئے خود آؤں گا۔

پھر جب یہاں آئے ہیں تو پنڈی جماعت کی بڑی فکر تھی۔ مستقل رابطہ قائد صاحب سے رکھا ہوا تھا اور اُن کی رہنمائی کرتے رہتے تھے۔ تحریک جدید کے بارے میں کہتے ہیں کہ مجھ سے پوچھا۔ سال ختم ہو رہا ہے کیسی

پوزیشن ہے؟ اُن کی تو وفات ہوگئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تحریک جدید کی پوزیشن اچھی ہے۔ اُس کا اعلان تو مَیں انشاءاللہ اگلے جمعہ کروں گا۔ پنڈی جماعت نے اس میں کافی ترقی کی ہے۔ ماشاءاللہ۔

دوسری وفات کی جو اطلاع دینی ہے وہ مکرم محسن محمود صاحب کی ہے۔ افریقن امریکن احمدی ہیں۔ چوراسی سال کی عمر میں 19؍اکتوبر کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے 1958ء میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑے تحمل سے اور استقامت سے ان کو برداشت کیا۔ آپ سیکرٹری تبلیغ بھی تھے۔ بعدازاں پندرہ سال سے زائد عرصہ صدر جماعت نیویارک کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ جب کبھی تبلیغی سٹال لگایا جاتا یا لٹریچر کی تقسیم کا پروگرام ہوتا تو اس میں بڑے شوق سے شامل ہوتے بلکہ سارا دن ساتھ رہتے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، انتہائی عاجز، منکسر المزاج، بہت محبت کرنے والے، شفیق، خاموش طبع، ہنس مکھ، نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک، بردبار، غریب پرور، نیک، متقی اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے فدائی اور خلیفۂ وقت کے ہر اشارہ پر فوراً عمل پیرا ہونے والے، نظام جماعت کے اطاعت گزار تھے۔ مبلغین سلسلہ سے بہت عزت اور محبت سے پیش آتے۔ ہر جماعتی میٹنگ میں حاضر ہوتے اور ساری کارروائی خاموشی سے سنتے۔ جب مشورہ مانگا جاتا تو ہمیشہ مفید اور صائب مشورہ دیتے۔ بیت الظفر نیویارک میں ہر سال پھول پودے لگاتے اور پھر سارا سال اُن کی دیکھ بھال کرتے۔ مسجد کی صفائی اور آرائش وغیرہ کے کاموں کو سعادت سمجھ کر سرانجام دیتے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر مالی قربانی کیا کرتے تھے۔ 2005ء میں جب میں نے وصیت کی تحریک کی ہے تو انہیں بھی جب جماعت کی طرف سے وہاں مقامی طور پر شمولیت کے لئے کہا گیا تو پوچھنے لگے کہ کیا آبلیگیشن (Obligation) ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ قربانی کی شرح دس فیصد ہے، تو کہنے لگے کہ مَیں تو پہلے ہی اپنی آمد کا بیس بچیس فیصد چندہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بہرحال اس کو انہوں نے کافی نہیں سمجھا کیونکہ خلیفۂ وقت کی تحریک پر لبیک کہنی تھی تو فوراً وصیت کے نظام میں بھی شامل ہوگئے۔ اور کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ریٹائرڈ تھے اور پینشن پر گزارہ تھا۔ مگر ان کا چندہ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ بعض کمانے والوں سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا کیونکہ صحیح شرح پر چندہ دینے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ بلند مقامات عطا فرمائے۔ یہ جو افریقن امریکن احمدی محمود صاحب ہیں ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ چار لے پالک بیٹے ہیں ان کی اپنی اولاد کوئی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جماعت سے تعلق میں مضبوط کرے اور ہمیشہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے جن پر یہ کاربند رہے۔ اسی طرح فضل الرحمن صاحب کی اولاد کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق دے کہ اُن کی نیکیاں یہ لوگ ہمیشہ جاری رکھنے والے ہوں اور صحیح اخلاص و وفا کا تعلق ان کا ہمیشہ خلافت اور جماعت سے رہے۔

ان دونوں کی نماز جنازہ ابھی نماز جمعہ کے بعد مَیں انشاءاللہ پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ فضل الرحمن صاحب کا تو حاضر ہے، اُس کے لئے مَیں باہر جاؤں گا۔ باہر جا کے نماز پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں مسجد میں تشریف رکھیں اور یہیں نماز جنازہ ادا کریں۔

ظہور خیر الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تارآئی | جو نور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی
تاریکی پہ تاریکی اندھیرے پہ اندھیرے | ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی
ہر سمت فساد اُٹھا عصیان میں ڈوب گئے | ایرانی و فارائی رومی و بخارائی

اللہ رہا کوئی نہ کوئی پیام اُس کا
طاغوت کے بندوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا

تب عرشِ معلّیٰ سے اِک نور کا تخت اُترا | اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی
اِک ساعتِ نورانی خورشید سے روشن تر | پہلو میں لئے جلوے بے حد شمار آئی
کافور ہوا باطل سب ظلم ہوئے زائل | اُس شمس نے دکھلائی جب شانِ خود آرائی

ابلیس ہوا غارت چوپٹ ہوا کام اُس کا
توحید کی یورش نے در چھوڑا نہ بام اُس کا

وصایا : منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر: 6745 میں سعیدہ پروین بنت محمد سلیم بھٹی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10 اگست 2012 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد عباس خان الامۃ: سعیدہ پروین گواہ: محمود احمد بھٹی

مسل نمبر: 6747 میں ظفریاب فریدی ولد پروفیسر ڈاکٹر وسیم احمد فریدی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن علی گڑھ ڈاکخانہ علی گڑھ ضلع علی گڑھ صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12-9-1 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:...... العبد: ظفریاب فریدی گواہ: راشکھ برکات

وصیت نمبر: 6748 میں مرزا نعیمہ بیگم زوجہ مرزا راشک احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 48 سال تاریخ بیعت 1972 ساکن خاناپاڑا ڈاکخانہ بتھاری ضلع 24 پرگنہ اتر صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 12-8-1 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونا گلے کا ہار ایک عدد ۱۰ گرام قیمت 28500 دو جوڑی بالی ساڑھے چار گرام قیمت 12875 حق مہر خاوند سے وصول شدہ 5000 روپے۔ دو عدد کنگن قیمت 5600 کل میزان: 51975۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 5400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ابوطاہر منڈل الامۃ: مرزا نعیمہ بیگم گواہ: مرزا انعام الکبیر

مسل نمبر: 6749 میں شہناز بیگم زوجہ حقیقت خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹھی دارالاسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 12-9-4 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی ناک کا پھول ۲ گرام ۲۲ کیرٹ۔ حق مہر 18525 ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 360 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: شہناز بیگم گواہ: مصباح الدین نیئر

مسل نمبر: 6750 میں حقیقت خان ولد ظفر اللہ خان قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالسلام کوٹھی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12-9-4 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 5400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: حقیقت خان گواہ: مصباح الدین نیئر

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۲ ازصفحہ اوّل

رہی لیکن اللہ کے فضل سے ٹھیک دس بجے موسم کا رخ بدل گیا۔ پرچم کشائی کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم محترم محمد اظہر احمد منگلہ صاحب نے کی۔ محترم صدر اجلاس نے حضرت مسیح موعودؑ کے جلسہ سالانہ کے متعلق فرمان سنانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۲۸ دسمبر کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں حاضرین جلسہ سے دُعاؤں کی تلقین فرمائی اور اجتماعی دُعا کروائی۔ افتتاحی خطاب کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ہستی باری تعالیٰ مکرم تنویر احمد ناصر صاحب نائب ایڈیٹر بدر نے پیش کیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب نے بعنوان ''ہستی باری تعالیٰ انبیاء کی تائید ونصرت کی روشنی میں'' کی۔

آپ نے سورۃ المجادلہ کی آیت ۲۲ کی روشنی میں انبیاء کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے ہستی باری تعالیٰ کے عظیم الشان پہلوؤں کو مذاہب عالم کے مرسلین و مامورین کے اسوہ کی روشنی میں بیان فرمایا۔ خصوصاً سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات پیش فرمائے۔ اسی طرح اس زمانہ میں آپ کے عاشق صادق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بھی شدید مخالفت ہوئی لیکن ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید و نصرت فرمائی۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں اللہ تعالیٰ کا الہام حرف بہ حرف پورا ہوا کہ انی مھین من اراد اھانتک۔

دوسری تقریر بعد ازاں محترم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند نے بعنوان ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ مخالفین سے حسن سلوک کی روشنی میں'' کی۔

آپ نے فرمایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی میں

جملہ مخالفین سے ہمیشہ شفقت اور محبت کا سلوک کیا۔ مختلف واقعات کی روشنی میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا یہ اچھوتا پہلو بیان کیا کہ مثلاً طاعون کے زمانے میں باوجود خدائی وعدوں کے آپ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس طرح آہ و بکا کرتے تھے جس طرح کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو۔ آپ نے فرمایا:

سخت دل ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں اور دردوں کی ہے ہم کو سہار

پہلا دن، دوسری نشست بتاریخ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۲ء۔ زیر صدارت محترم مولانا جلال الدین نیر صاحب ناظر بیت المال آمد قادیان۔

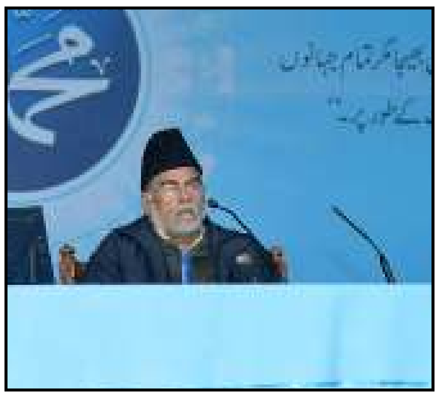

مقررہ پروگرام کے مطابق محترم صدر اجلاس کرسی صدارت پر تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسے کی کاروائی کا آغاز ہوا جو محترم قمر احمد صاحب ربوہ نے کی۔ آپ نے سورہ توبہ کی آیات ۱۰۰ تا ۱۰۶ مع ترجمہ تلاوت کیں۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام محترم نصر من اللہ صاحب نے پڑھا۔

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار

اجلاس کی پہلی تقریر **محترم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب** نے بعنوان ''سیرت صحابہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قمر

الانبیاءؓ'' کی۔ آپ نے اُسوۂ صحابہ پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے متعلق احباب کو نصائح فرمائیں۔

دوسری تقریر محترم مولانا سید کلیم الدین صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان

نے ''جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے روحانی انقلاب'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے سورۃ فاطر کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ کا ذکر فرمایا کہ عبادات دو قسم کی ہیں۔ اوّل بدنی اور دوم مالی۔ دین میں مالی عبادات بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

تاثرات غیر مسلم اور مسلم معززین: آج کے اس آخری اجلاس میں جن غیر مسلم معززین نے شرکت کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ پہلی تقریر مکرم مظفر حسین صاحب پدم شری ایوارڈ یافتہ جرنلسٹ ممبئی نے کی۔ آپ نے جلسہ سالانہ میں آنے والوں کو خوش آمدید اور دلی مبارکباد پیش کی۔

آپ نے جماعت احمدیہ کی خدمات انسانی کا برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی انسانیت کو ضرورت پڑی تو اس پر سب سے پہلے لبیک اسی قادیان کی جماعت نے کیا۔

مکرم تیکشن سود صاحب ہوشیار پور سابق منسٹر ہماچل نے جماعت احمدیہ کو اس جلسے کی مبارک باد دیتے ہوئے کہا ہم خوش نصیب ہیں کہ مرزا صاحب نے ہوشیار پور میں عبادت کی۔ آج یہ جگہ جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا میں بھائی چارے کا پیغام دے رہی ہے۔

محمد افضال صاحب صدر مسلم راشٹریہ منچ دہلی:

آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اگر یہ قادیان دارالامان ہے تو پھر سارا ہندوستان دارالامان ہے۔ اور یہ جلسہ اس کی حسین اور جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اگر دنیا میں امن قائم ہونا ہے تو وہ قادیان اور ہندوستان سے ہی قائم ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ جلسہ کے موقعہ پر جناب اشونی کمار سیکھڑی صاحب سابق منسٹر پنجاب حال ایم ایل اے بٹالہ۔ جناب بلوندر سنگھ ضلعی صدر کانگریس، ابھینو تریکھا صاحب ڈی سی گورداسپور تشریف لائے۔

لجنہ کا اجلاس: ۲۹ دسمبر دوسرا اجلاس لجنہ اماءاللہ کا بھی الگ سے منعقد ہوا۔ حضور انور کی منظوری سے اس اجلاس کی صدارت حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ انیسہ نگہت صاحبہ آف یادگیر کرناٹک نے کی۔ ترجمہ مکرمہ امۃ الوسیع شمائلہ صاحبہ نے پڑھا نظم مکرمہ آصفہ بیگم صاحبہ آف کیرنگ اڑیسہ نے پڑھی بعد ازاں محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ معاون صدر لجنہ اماءاللہ بھارت نے ''تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ محترمہ صفیہ حبیب صاحبہ نے نظم پڑھی بعد ازاں محترمہ بشریٰ طیبہ غوری صاحبہ سابق صدر لجنہ اماءاللہ بھارت نے ''صحابیات آنحضرت ﷺ کی عدیم المثال قربانیاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔ لجنہ کے اجلاس میں بھی تقاریر کا رواں ترجمہ درج ذیل چھ زبانوں میں ہوا۔ (ملیالم، بنگلہ، تامل، انگریزی، انڈونیشین)

دوسرا دن پہلی نشست

بتاریخ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۲ء۔ زیر صدارت محترم سید تنویر احمد صاحب صدر انجمن احمدیہ وقف جدید قادیان۔

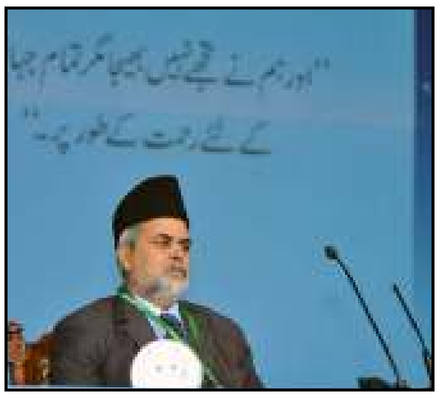

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ قادیان دارالامان کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کا آغاز آج صبح ٹھیک ۱۰ بجے ہوا۔ آج جلسے کے پروگرام کے دوران دن بھر بادل چھائے رہے اور ٹھنڈ بھی کافی رہی۔ مگر اس کے باوجود احباب نے جلسہ کی کاروائی خوب دلچسپی کے ساتھ سنی۔ صدر اجلاس محترم سید تنویر احمد صاحب نے کرسی صدارت پر تشریف لانے کے بعد دوسرے روز کے جلسے کا آغاز کیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مرشد احمد ڈار نے کی۔ آپ نے سورہ الصف کے پہلے رکوع کی تلاوت کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔

بعدہ مکرم کے راشد صاحب اور ان کے ساتھیوں نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ بدرگاہ ذی شان خیر الانام۔ آج کے جلسہ کی پہلی تقریر **محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان** نے بعنوان

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی‘‘ کی۔ آپ نے قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور تاریخی حوالوں کے ذریعہ آپؐ کی عائلی زندگی کے روشن پہلوؤں کو بیان کیا۔ بالخصوص سورۃ القلم کی آیت **انك لعلی خلق عظیم** کی روشنی میں حضورؐ کے اخلاق فاضلہ بیان کئے۔

دوسری تقریر **مکرم ایم۔ ناصر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ** نے ’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ کی ترقیات کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر کی۔ سورہ الصّف کی آیت ۱۱ کی روشنی میں آپ نے فرمایا کہ اُمت مسلمہ کے ادیان باطلہ پر عالمگیر غلبے کے اظہار کے نمونے جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی ظاہر ہورہے ہیں اور ہر میدان میں ہم اس کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گمنام آواز جو قادیان سے اُٹھی تھی دنیا کے ۲۰۲ ممالک میں اس کا پھیل جانا صداقت مسیح موعود کی زبردست دلیل ہے۔

تیسری و آخری تقریر مکرم مولانا محمد نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ نے ’’جماعت احمدیہ کی سماجی

خدمات‘‘ کے موضوع پر کی۔ آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی روشنی میں عبادات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانیت کی سچی ہمدردی جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کی خدمت اور حقوق العباد کے گُر سکھائے اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

غیر ملکی زائرین کے تاثرات

محترم محمد صدیق جیبان صاحب امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا: آپ نے انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت جلسہ میں انڈونیشیا سے ۱۰۸ افراد شامل ہوئے ہیں۔ آپ نے جماعت کی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کی۔

محترم ڈاکٹر محمد البراقی صاحب سیریا۔ حال کینیڈا: آپ نے عربی میں اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم خوش نصیب ہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہیں یہ وہ بستی ہے جہاں مسیح موعودؑ کے قدم پڑے۔ شام میں حضرت مصلح موعودؓ دوبار تشریف لائے۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب نیرؔ نے وہاں احمدیت کی تبلیغ کی۔ آپنے فرمایا کہ قادیان دارالامان صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا ثبوت دیتا ہے۔ آپنے اپنے والد صاحب کی طرف سے تمام حاضرین جلسہ کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا۔

محترم نعیم اللہ خان صاحب قرغستان: آپ نے فرمایا کہ قرغستان میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن ۲۰۰۲ میں ہوئی۔ اس وقت سے جماعت کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔

دوسرا دن دوسری نشست

بتاریخ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۲۔ زیر صدارت محترم منیر احمد حافظ آبادی صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان

قادیان میں منعقد ہورہے سہ روزہ سالانہ جلسہ کے دوسرے یوم کی دوسری نشست پیشوایانِ مذاہب کے طور پر محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔

تلاوت قرآن پاک مکرم قاری مسرور احمد صاحب ربوہ پاکستان نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔

نظم مکرم شیخ فاتح الدین صاحب نے پڑھی۔

بعد ازاں **محترم مولانا گیانی تنویر احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد** نے بزبان پنجابی بعنوان ’’انسانی زندگی کا مقصد اسلامی تعلیمات کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کو ادا کرنا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید اور

احادیث کی روشنی میں بانی اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے کئی واقعات بیان کئے۔ انہوں نے بتایا کہ تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے کرنے کی تعلیم بانی اسلام حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور اسی تعلیم کو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے آگے بڑھایا ہے۔ اور بلالحاظ مذہب وملت رنگ ونسل شفقت علی خلق اللہ کے اہم فرائض ادا کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی 123 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ جماعت فلاح وبہبودی بنی نوع انسان کے کاموں میں پیش پیش ہے۔

جلسہ پیشوایان مذاہب
غیر مسلم معززین کی شرکت وتاثرات

اس تقریب میں سابق منتری پنجاب کے پی سنگھ، ترپت راجندر سنگھ باجوہ نے شرکت کی۔

جلسہ پیشوایان مذاہب میں درج ذیل غیر مسلم معززین نے تقاریر کیں۔

۱۔ گیانی جوگندر سنگھ صاحب سیکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر:

آپ نے فرمایا کہ مذہبی تفرقہ کٹر پنتھیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ آپ نے سیاست کا اصل مدعا انصاف اور حق پسندی کو قرار دیا۔ جہاں حق تلفی اور ناانصافی ہوتی ہے وہ سیاست نہیں بلکہ ڈکٹیٹرشپ ہوتی ہے۔ آپ نے دھرم گرنتھوں کے حوالے سے فرمایا کہ سب کا دوست بنو اور سب کو دوست بناؤ جو حق اور حلال کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ حقیقی مسلمان ہے۔

۲۔ ڈاکٹر راج کمار صاحب یونین منسٹر آف پنجاب: آپ نے فرمایا کہ مذہب جوڑنے کی بات کہتا ہے نہ کہ توڑنے کی، آج دنیا میں انسان انسان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ صرف تمام مذاہب کی تعلیم ہی سب کو ایک کرسکتی ہے، جس کی مثال ہمیں آج قادیان کے اس پلیٹ فارم پر دکھائی دے رہی ہے۔ اس دھرتی سے جو

انسانیت کا پیغام ملتا ہے وہ قابل تحسین ہے اگر دنیا میں کوئی قومی یک جہتی اور بھائی چارے کا نام لینے والا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ آپ نے وزیر اعظم بھارت ڈاکٹر من موہن سنگھ صاحب اور محترمہ سونیا گاندھی صاحبہ چیئر پرسن صدر کانگریس کمیٹی بھارت کی طرف سے جلسہ سالانہ کی مبارک باد پیش کی اور فرمایا کہ یہاں پر ایک میڈیکل کالج کھولا جائے ہم اس سلسلہ میں بھرپور مدد کریں گے۔

۳۔ سردار سیوا سنگھ سیکھواں صاحب نمائندہ چیف منسٹر پنجاب سردار پرکاش سنگھ بادل:

جناب سیوا سنگھ سیکھواں سابق منتری پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب پرکاش سنگھ بادل صاحب کا بھیجا پیغام شاملین جلسہ کے روبرو پیش کیا۔ جس میں انہوں نے تمام شاملین جلسہ کو مبارک باد دیتے ہوئے اکالی دل اور پنجاب سرکار کی جانب سے پنجاب میں آنے پر مبارک باد پیش کی۔

عزت ماب چیف منسٹر پنجاب سردار پرکاش سنگھ صاحب بادل کی جانب سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کو قادیان تشریف لانے کی دعوت دی۔

انہوں نے کہا کہ سرب دھرم سمّیلن (جلسہ پیشوایان مذاہب) پنجاب میں امن وشانتی اور انسانیت کیلئے بڑی دین ہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے امام کی جانب سے دیئے گئے نعرے ’’واہے گورو اللہ اکبر‘‘ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اللہ اکبر کے ساتھ واہے گورو کے نعرے کو جوڑنے میں تمام مذاہب کو اپنے ساتھ جوڑنا ہے۔

۴۔ فادر سمنت رائے صاحب بشپ نارتھ انڈیا گورداسپور:

آپ نے جلسہ سالانہ کی مبارک باد پیش کرتے ہوئے بائبل کے حوالے سے فرمایا کہ اپنے ستانے والے کیلئے بھی کبھی بدُدعا نہ کر، اگر تیرا دشمن بھوکا ہے اسے کھانا کھلا، پانی پلا۔ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے جیت۔ معاشرے میں پھیلی برائیوں کو دور کرنے اور بہتر معاشرہ قائم کرنے کیلئے ہمیں خود کو بدلنا پڑیگا۔

۵۔ڈاکٹر سادھوی پراچی صاحبہ ایم ایل اے

ہریدوار اترانچل: آپ نے ہندو دھرم گرنتھوں اور ویدوں کے حوالے سے بتایا کہ اگر گہرائی سے تمام مذاہب کی تعلیم کو دیکھیں تو سبھی مذاہب کی تعلیم ایک ہے۔انہوں نے آج کی تقریب کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اگر ہم سبھی مذاہب کی عزت واحترام اسی طرح کریں تو ہم ایک ہوسکتے ہیں۔

۶۔ماسٹر موہن لال صاحب سابق ٹرانسپورٹ

منسٹر پنجاب۔سینئر لیڈر بی جے پی: آپ نے اپنے خطاب میں اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ ایک مسلم اجتماع میں تمام مذاہب کے رہنماؤں کی جے جے کار کے نعرے لگ رہے ہیں۔آپ نے کہا کہ مجھے ڈر تھا کہ کوئی مجھے یہ نہ کہہ دے کہ اے کافر تو یہاں کدھر۔ لیکن آپ کی محبت سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔ یہ جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے کوئی مذہب یہ نہیں سکھاتا کہ سچ بولنے والوں کو پھانسی دی جائے۔آپ نے سب حاضرین کو جلسہ کی مبارک باد دی۔آج کے جلسہ پیشوایان مذاہب کو دنیا کا آٹھواں عجوبہ بتاتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی مذہب ہنسا (نفرت) کی تعلیم نہیں دیتا۔سچی بات کہنے اور کرنے والوں کو ہمیشہ سزا ملتی رہی ہے۔انہوں نے بتایا کہ قادیان ایک ایسی بستی ہے جہاں کبھی مذہب کے نام پر دنگا نہیں ہوا۔اور یہ ہمیشہ دارالامان رہا ہے۔جس کیلئے انہوں نے تمام قادیان باسیوں کو مبارک باد دی۔

۷۔محترم پروفیسر ڈاکٹر او پی اُپادھیائے صاحب وائس چانسلر گورو روی داس یونیورسٹی ہوشیارپور:

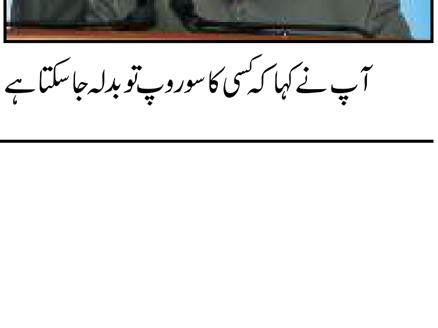

آپ نے کہا کہ کسی کا سوروپ تو بدلا جاسکتا ہے لیکن اس کا سوبھاؤ نہیں بدلا جاسکتا۔بھگوان نے پرکرتی کو چلانے کیلئے کائنات میں ہر چیز کو حکم دیا ہے، ہر چیز اسی طرح حکم کی پالنا کررہی ہے۔ انسان ہی ایک ایسی چیز ہے جو بھگوان کی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ انسانی اقدار کو ماننا چاہئے، دوسروں کو تکلیف نہ دی جائے۔اپنی سوچ کو صاف رکھا جائے۔ تبھی دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے۔

۸۔ڈاکٹر سکھ پریت سنگھ پردھان سکھ چیتنا منچ ادھو کے سکھ مذہب کے سکالر:

آپ نے فرمایا کہ جب انسانیت کی بات آجاتی ہے تو اس میں مذہب کی بندش ختم ہوجاتی ہے۔واہے گورو شبدوں کی چالا کو نہیں بلکہ آپ کے دلوں کی کیفیت کو جانتا ہے۔انہوں نے کہا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شکرگزار ہوں جنہوں نے انسانیت کو اولیت دیتے ہوئے تمام مذاہب کو ایک گلدستہ میں جوڑ دیا۔اس موقع پر انہوں نے فارسی، اردو اشعار، اور گوربانی کے کئی شلوک سے سرب سانجھی وارتا (اتحاد واتفاق) کا مفہوم پیش کیا۔

۹۔سنت بابا ہرپال سنگھ صاحب سیوک چیئرمین نامدھاری سنستھا پٹی صاحب لدھیانہ۔

سنت ہرپال سنگھ نام دھاری سنستھا لدھیانہ نے سنت گورو رام سنگھ کی تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر آج تمام مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذاہب کی تعلیم پر عمل کریں تو ایک جانب جہاں تمام دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی وہیں اپنے دھرم کی پالنا کرنے سے اسکا اپنا بھی کلیان ہوگا۔اس موقع پر انہوں نے تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کئے جانے کو بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی خوشبو بتایا جس کے طفیل آج سبھی ایک گلدستہ میں سجے بیٹھے ہیں۔اس موقع پر انہوں نے تمام نام دھاری سنستھا کی جانب سے جماعت احمدیہ بھارت کے چیف سیکرٹری مولانا محمد انعام غوری صاحب کو اعزاز پیش کیا۔

۱۰۔گیانی دویندر سنگھ جی نمائندہ دمدمی ٹکسال

گیانی دویندر سنگھ صاحب، سکھ سانجھی وارتا نے کہا کہ کوئی بھی مذہب برا نہیں ہوتا بلکہ اس مذہب میں کچھ لوگ ایسے غلط ہوتے ہیں جو مذہب کی تعلیم کو بگاڑتے ہیں۔انہوں نے کئی مسلمانوں کا حوالہ دیا جنہوں نے سکھ قوم کیلئے بہت بڑی قربانیاں دیں، جنہیں سکھ قوم کبھی بھلا نہیں سکتی۔انہوں نے ایسے لوگوں سے بھی بچنے پر زور دیا جو مندروں، مسجدوں، گوردواروں کو لیکر سیاست کرتے ہیں۔

۱۱۔سوامی آچاریہ چندونشی صدر ایودھیا منچ۔

آپ نے کہا کہ کوئی بھی مذہب ہنسا کی تعلیم نہیں

دیتا۔آپ جس بھی مذہب کو مانتے ہیں اسی مذہب میں ایمانداری سے رہنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی آپ کا کلیان (نجات) ہوگا۔انہوں نے کہا کہ قدرت خود زبان میں نرمی کو پسند کرتی ہے، اسی لئے اس نے زبان میں ہڈی نہیں دی۔انہوں نے بھوج اور بھوجن میں صرف ماترا کا فرق بتاتے ہوئے، کم کھانے اور زیادہ وقت عبادت میں گزارنے کی بات کہی۔انہوں نے یہ دعا کی کہ جماعت کی یہ تعلیم پوری دنیا میں پھیل جائے۔

۱۲۔محترم دیپک کمار جی چیئرمین بلاک کانگریس کمیٹی ہماچل پردیش۔

دیپک کمار ہماچل نے کہا کہ انکا رابطہ جماعت احمدیہ سے گزشتہ 14 سال سے ہے، تمام مذاہب کو ساتھ لیکر چلنے اور ہر گورو اوتار کی عزت واحترام کی باتوں سے یہ جماعت ہماچل میں بہت تیزی سے پھیل رہی ہے،انہوں نے کہا کہ آج دنیا کے امن کیلئے ایسی تعلیمات کی ہی ضرورت ہے۔

۱۳۔بابا سکھدیو سنگھ بیدی سولہویں نسل حضرت گورو نانک دیو جی ڈیرہ بابا نانک۔

بابا سکھ دیو سنگھ بیدی، 16ویں نسل شری گورو نانک دیو جی نے کہا کہ آج کے اشانت یگ میں صرف مذہب ہی ہے جو سبھی کو ایک ساتھ جوڑتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شری گورو نانک دیو جی نے تمام مذاہب میں پھیلے بھرموں کو دور کیا۔اور سبھی کو ایک واہے گورو، اللہ، بھگوان کے ساتھ جوڑنے کی تعلیم دی۔آج پھر سے اسی تعلیم پر چلتے ہوئے ہمیں اپنی زندگیوں کو گزارنا چاہئے۔انہوں نے جماعت احمدیہ کی جانب سے کئے جا رہے ایسے پروگراموں کی بھی تعریف کی۔

۱۴۔انوراگ سود چیئرمین سدبھاونا کمیٹی ہوشیارپور:

انوراگ سود کنوینر سرودھرم سدبھاؤنا کمیٹی ہوشیارپور نے کہا کہ دیش میں آگ پھیلانے کیلئے مذہبی جنونی مذہب کی آڑ لیتے ہیں۔جبکہ ہر مذہب آپسی بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے۔اگر ہر دھرم کی سدبھاؤنا کی جائے تو دنیا میں امن وشانتی قائم ہوگی۔

تیسرا دن پہلی نشست بتاریخ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ زیر صدارت محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

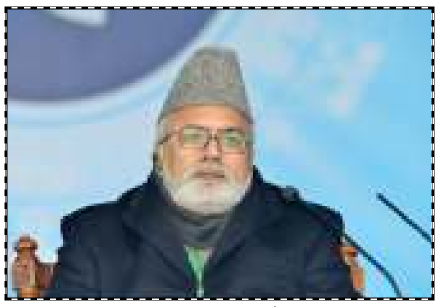

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ سالانہ قادیان کے تیسرے روز کے پہلے اجلاس کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ آج بھی جلسہ کے پروگرام کے دوران دن بھر بادل چھائے رہے۔اور ٹھنڈ بھی کافی رہی۔اوس بھی پڑتی رہی۔مگر اس سب کے باوجود احباب نے جلسہ کی کاروائی بڑے پر جوش رنگ میں سماعت فرمائی۔ صدر اجلاس کے کرسی صدارت پر تشریف لانے کے بعد تلاوت قرآن پاک سے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔نظم مکرم رضوان احمد ظفر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے پڑھی۔آپ نے کلام حضرت مسیح موعودؑ ”نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا“ خوش الحانی سے پڑھ کرسنایا۔

پہلی تقریر محترم مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان نے کی

آپ نے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۱ کی روشنی میں متعدد احادیث کے حوالے دیتے ہوئے ختم نبوت کی حقیقت پر حضرت مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ کا عقیدہ پیش کیا۔ جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کو دل وجان سے خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے۔

دوسری تقریر محترم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان وصدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بعنوان ”خلافت خامسہ کی برکات

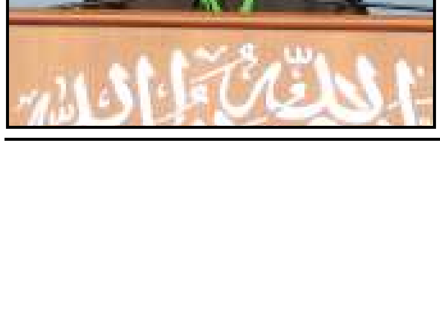

عصر حاضر کی جدید ایجادات کی روشنی میں'' کی۔

آپ نے خلافت کی ضرورت اور اطاعت اور اس کے نتیجے میں ملنے والی برکات کا ذکر کرتے ہوئے بالخصوص ایم ٹی اے، پریس ریڈیو اسٹیشن فونوگرافی وغیرہ جدید ایجادات کا ذکر کیا۔آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ میں ہونے والی ترقیات خلافت کے فیوض و برکات ہیں۔

تیسری تقریر محترم مولانا عبد الوکیل صاحب نیاز نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان نے بعنوان جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن کی۔

آپ نے قرآن کریم سے متعلق جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کو بیان کیا۔قرآن وحدیث سے ثابت کیا کہ خدمت قرآن کا حق امام الزمان اور آپ کی جماعت ہی ادا کرسکتی ہے۔

تعارفی تقریر: محترم رعوفت جہاں صاحب قرغستان کے نمائندہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کا ذکر کیا۔جس میں آپ کو سفید پرندے دکھائے گئے تھے انہوں نے اس کی تعبیر کی کہ وہ پرندے ۲۰ کی تعداد میں قرغستان سے اس وقت جلسہ سالانہ قادیان پہنچے ہیں الحمدللہ علی ذالک۔

تعارفی تقریر: محترم شوکت بیگ صاحب قرغستان نے کی آپ نے جملہ حاضرین کو سلام عرض کرتے ہوئے قرغستان میں پیش آمدہ مشکلات کے ازالہ کی خاطر دُعا کی درخواست کی۔نیز جلسہ میں حاضر ہونے کی توفیق ملنے پر خدا کا شکریہ ادا کیا۔

تیسرا دن آخری نشست بتاریخ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ زیر صدارت محترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ پاکستان:

تلاوت قرآن کریم مکرم محمد نور الدین صاحب نے کی۔نظم مکرم رضوان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے پڑھی۔بعدازاں ایک تعارفی تقریر ہوئی۔

مکرم چنی لال صاحب بی جے پی لیڈر اور منسٹر پنجاب: آپ نے فرمایا میں سیالکوٹ پاکستان میں پیدا ہوا میں پاکستان سے آئے ہوئے مہمانان سے ملاقات کرنے کیلئے آیا ہوں۔ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کے ذریعہ سے آپسی بھائی چارہ بڑھے گا اور ترقی بھی ہوگی۔میں حکومت پنجاب اور چیف منسٹر پنجاب عزت مآب سردار پرکاش سنگھ بادل صاحب کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ آپسی اخوت کا سلسلہ قائم رہے اور محبت روز افزوں ترقی کرے۔

بعدہ محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے بعنوان'' خلافت احمدیہ اسلامیہ سے روگردانی کے نتیجہ

میں عالم اسلام کی المناک حالت اور اسکا حل'' تقریر کی۔آپ نے بتایا کہ خلافت کے بغیر مسلمان ترقی نہیں کرسکتے۔اور خلافت خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے اور جب تک تمام مسلمان آپس میں اتفاق اور اتحاد کی فضا قائم نہیں کرتے تب تک مسلمان ترقی نہیں کرسکتے۔

اختتامی تقریب:

اختتامی تقریب ٹھیک چار بجے منعقد ہوئی۔جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بذریعہ ایم ٹی اے براہ راست خطاب فرمایا۔اس سلسلہ میں مسجد بیت الفتوح لندن کے طاہر حال میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں تلاوت قرآن مجید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اور اردو منظور کلام کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔اختتامی خطاب کا خلاصہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خطاب کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت ۳۳ ممالک سے ۱۸۳۰۰ احباب کی قادیان کے جلسہ میں حاضری ہے اور لندن میں ۴۸۷۶ حاضری ہے بعد ازاں حضور انور نے اختتامی دعا کرائی۔دُعا کے بعد قادیان سے متعدد زبانوں میں آنحضرت ﷺ کی شان میں ترانے پیش کئے گئے جو ایم ٹی اے سے براہ راست نشر ہوئے۔اور جملہ شاملین جلسہ پرنم آنکھوں کے ساتھ انمول یادیں لئے ہوئے روانہ ہوئے۔

شعبہ جات: امسال جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیاں احسن طریق پر ادا کرنے کیلئے مندرجہ ذیل افسران، نائب افسران، صیغہ جات کی منظوری حاصل کی گئی۔

محترم شعیب احمد صاحب، ناظر بیت المال خرچ قادیان (افسر جلسہ سالانہ)

نائب افسران جلسہ سالانہ: محترم حافظ مظہر احمد طاہر صاحب انتظامی امور، محترم مولوی جلال الدین نیئر صاحب تیاری طعام، محترم سلطان احمد انجینئر صاحب تعمیراتی امور، محترم وحید الدین شمس صاحب سپلائی، محترم رفیق احمد بیگ صاحب فنی امور، محترم مظہر احمد وسیم صاحب مہمان نواز، محترم زین الدین حامد صاحب متفرق امور۔

نام صیغہ جات وافسر صیغہ:

نظامت حاضری ونگرانی: مکرم ملک محمد مقبول طاہر صاحب۔ نظامت عمومی۔ ضیاء الدین نیئر صاحب۔ نظامت تربیت، مکرم محمد حمید کوثر صاحب، نظامت طبی امداد، مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب۔ نظامت ہومیوپیتھی، مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب، نظامت خدمت خلق، مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب، نظامت معائنہ، مکرم جمیل احمد ناصر صاحب۔ نظامت خیمہ جات، مکرم خالد محمود صاحب، نظامت تنقیح حسابات، مکرم سید صباح الدین صاحب، نظامت مکانات مکرم ریحان احمد ظفر صاحب، نظامت صفائی مکرم حبیب احمد طارق صاحب، نظامت آب رسانی مکرم بلال احمد شمیم صاحب، نظامت روشنی، مکرم محمد نور الدین ناصر صاحب۔ نظامت بازار، مکرم سید بشارت احمد صاحب، نظامت ریزرویشن ریلوے و ہوائی جہاز مکرم رفیق احمد قمر صاحب، نظامت تعمیرات مکرم سلطان احمد انجینئر صاحب، نظامت سپلائی مکرم مظفر احمد ناصر صاحب، نظامت گوشت، مکرم سلطان احمد ظفر صاحب۔ نظامت استقبال مکرم چودھری عبد الواسع صاحب۔ نظامت نقل وحمل مکرم رضوان احمد ملکانہ صاحب۔نظامت بستر، مکرم حفیظ احمد طارق صاحب، نظامت پختہ سٹور، مکرم رشید احمد ملکانہ صاحب۔نظامت اجرا پرچی خوراک مکرم راشد حسین صاحب، نظامت پرالی مکرم چودہری محمد رفیع صاحب۔ نظامت ٹیکنیکل امور مکرم خالد احمد الہ دین صاحب، نظامت محنت مکرم حبیب احمد خادم صاحب، نظامت لنگر خانہ نمبر ۱۔مکرم محمود احمد خادم صاحب۔ نظامت لنگر خانہ نمبر ۲۔مکرم شیخ محمود احمد صاحب۔ نظامت لنگر خانہ نمبر ۳۔مکرم چودھری عبد العزیز اختر صاحب۔

قیام گاہیں: جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانان کرام کی رہائش کیلئے درج ذیل قیامگاہیں بنائی گئیں۔ اسی طرح ان کے مہمان نواز کے اسماء بھی درج ہیں۔

دارالمسیح: مکرم شمیم احمد غوری صاحب۔ دارالضیافت: مکرم مبشر احمد بٹ صاحب۔ نصرت گرلز ہائی اسکول مکرم عبد المؤمن راشد صاحب۔ سرائے وسیم مکرم سلطان صلاح الدین کبیر صاحب۔ ایوانِ انصار مکرم عاشق حسین صاحب۔ سرائے مبارکہ (نصرت جہاں ہال) مکرم محمد یوسف انور صاحب۔ ہال جلسہ سالانہ ناصر آباد مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب، چار منزلہ بلڈنگ ایک اور دو مکرم نصر من اللہ صاحب۔ نصرت گرلز کالج دارالانوار سید آفتاب احمد نیئر صاحب۔ سرائے طاہر لقمان قادر بھٹی صاحب۔ گیسٹ ہاؤسز دار الانوار مکرم محمد اکبر طاہر صاحب۔ گیسٹ ہاؤس ماریشس، مکرم محمد عارف ربانی صاحب، گیسٹ ہاؤس آسٹریلیا مکرم عارف محمد اسلم صاحب۔ جامعۃ المبشرین و ہوسٹل، مکرم منور احمد مبشر صاحب، نور ہسپتال مکرم مشتاق احمد خان صاحب، ایس ایس باجوہ اسکول، مکرم سید مبشر احمد عامل صاحب، دفاتر جلسہ سالانہ مکرم شبیر احمد پڈر صاحب۔ پرائیویٹ قیام گاہ مکرم نیاز احمد نائک صاحب۔ خیمہ جات اندرون، مکرم منصور احمد صاحب، خیمہ جات پولیس مکرم علام الدین صاحب، وائٹ ایونیو، مکرم محمود احمد صاحب انڈونیشیا، رکھڑا پیلس مکرم قمر الحق خان صاحب، شانتی پیلس مکرم محمد انور صاحب، جدید فلیٹس دارالانوار مکرم عبد الواحد صدیقی صاحب، کیرلہ ہاؤس مکرم کے نذیر احمد عطار صاحب۔

قیام گاہ مستورات، مکرمہ شمیم اختر گیانی صاحبہ۔

فیملیز: امسال گھروں میں ٹھہرنے والے مہمانان کے طعام کیلئے مندرجہ ذیل انتظامات کئے گئے۔

حلقہ دارالفضل ومبارک ونور: مکرم ابرہیم احمد پربھاکر صاحب۔ حلقہ ناصر آباد و کالونی، مکرم نوید احمد خادم صاحب۔ حلقہ ننگل وکاہلواں، مکرم حافظ شریف الحسن صاحب۔ حلقہ کوٹھی دارالسلام، مکرم رضوان احمد صاحب۔ حلقہ بھینی بانگر مکرم حافظ محمد ریحان صاحب۔

شعبہ خدمت خلق:

محترم حافظ مخدوم شریف صاحب۔افسر خدمت خلق۔

نائبین: مکرم اظہر احمد خادم صاحب۔نائب افسر خدمت خلق برائے دفتری امور۔مکرم عبد العلیم آفتاب صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے حفاظت مقامات مقدسہ۔مکرم مامون الرشید تبریز صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے حفاظت جلسہ گاہ۔مکرم چوہدری ناصر محمود صاحب۔ نائب افسر خدمت خلق برائے حفاظت محلہ جات۔مکرم غلام عاصم الدین صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے۔ بک اسٹال و اسٹور۔مکرم سید زبیر احمد صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے HELP DESK و ٹرافک۔مکرم متین الرحمٰن صاحب۔مکرم عبد القدوس صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے سیکیورٹی مساجد۔مکرم لقمان احمد اقبال صاحب۔نائب افسر خدمت خلق برائے سپلائی اشیاء و اجناس تنقیح حسابات ومتفرق امور۔کرم طارق محمود صاحب۔مکرم طیب احمد خادم صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے رجسٹریشن۔

مکرم شاکر انور صاحب۔ نائب افسر خدمت خلق برائے First Aid۔مکرم شیخ فرید صاحب نائب افسر خدمت خلق برائے تیاری قیام گاہ۔

شعبہ جات جلسہ گاہ: افسر جلسہ گاہ: محترم منیر احمد خادم ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان۔

نائب افسران جلسہ گاہ: محترم مولانا عنایت اللہ صاحب برائے انتظامی امور، محترم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب برائے ایم ٹی اے، محترم سید تنویر احمد صاحب برائے پریس اینڈ میڈیا۔محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب برائے رابطہ سرکاری حکام ۔محترم ملک محمد منیر صاحب برائے فنی امور۔

شعبہ جات: دفتر جلسہ گاہ :مکرم عبدالوکیل نیاز صاحب (نگران دفتر) مکرم نصیر احمد عارف صاحب (منتظم حاضری ونگرانی) منتظم اسٹیج :مکرم عنایت اللہ صاحب۔ منتظم مساجد:مکرم عبدالوکیل نیاز صاحب۔تیاری جلسہ گاہ واسٹیج :مکرم سفیر احمد شمیم صاحب ۔تیاری وتزئین اسٹیج :مکرم سید کلیم الدین احمد صاحب۔ لوائے احمدیت :مکرم مامون رشید تبریز صاحب ۔استقبال جلسہ گاہ:مکرم تنویر احمد خادم صاحب، رپورٹنگ:مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب،روشنی وجنریٹر:مکرم بشارت احمد حیدر صاحب، ایم ٹی اے :مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب۔ alislam.org:مکرم تسنیم احمد بٹ صاحب،آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ :مکرم سید عبد الہادی صاحب۔لاؤڈ اسپیکر:مکرم جمیل احمد فانی صاحب، ترجمانی (فنی امور):مکرم سید محسن علی صاحب،ترجمانی (علمی امور):مکرم عطاء المجیب لون صاحب،رابطہ سرکاری حکام:مکرم محمد اکرم گجراتی صاحب، پریس اینڈ میڈیا:مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب، صفائی وآب رسانی: مکرم محمود احمد ملکانہ صاحب۔مخزن التصاویر وقرآن نمائش:مکرم نوید احمد صاحب فضل۔

درس وتدریس: جلسہ سالانہ قادیان کے روحانی ماحول سے استفادہ کرنے کیلئے ۲۶ دسمبر تا ۴ جنوری ۲۰۱۳ تک مرکزی مساجد میں نماز تہجد باجماعت اور بعد نماز درس کا انتظام کیا گیا امسال جن خوش نصیب احباب کو نمازوں کی امامت اور درس کا موقع ملا ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

مسجد اقصیٰ قادیان: مکرم مولوی قمر الحق خان صاحب۔مکرم مولوی محمد حمید کوثر صاحب۔مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ۔مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب۔مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر،مکرم مولوی عبد الوکیل نیاز صاحب۔مکرم حافظ اسلم احمد صاحب،مکرم مولوی برہان احمد ظفر صاحب، مکم مولوی سفیر احمد شمیم صاحب۔

نام مدرسین: مکرم منصور احمد مسرور صاحب، مکرم سید آفتاب احمد نیرّ صاحب۔مکرم محمد مصلح الدین سعدی صاحب،مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ،مکرم زین الدین حامد صاحب قادیان،مکرم عبدالسمیع خان صاحب ربوہ مکرم حنیف محمود صاحب ربوہ،مکرم مولوی کلیم خان صاحب،مکرم عنایت اللہ صاحب۔

مسجد اقصیٰ کے علاوہ قادیان کی مندرجہ ذیل مساجد میں نماز اور درس وتدریس کا انتظام کیا گیا تھا۔

مسجد فضل۔مسجد ناصر آباد۔ مسجد طاہر (ننگل) مسجد مہدی (کاہلواں) مسجد بشارت ننگل۔مسجد محمود۔ (کاہلواں) مسجد دار الفتوح (نزدیک نور ہسپتال) مسجد دار انوار۔مسجد نور۔مسجد دار الرحمت۔مسجد دار البرکات۔

روٹی پلانٹ: الحمدللہ امسال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ سالانہ میں تشریف لانے والے مہمانانِ کرام کی تواضع کا انتظام روٹی پلانٹ کے ذریعہ کیا گیا۔افسر صاحب جلسہ سالانہ کی ہدایت کے مطابق روزانہ دو وقت مشین سے روٹیاں تیار کی جاتی تھیں۔اس کے انچارج مکرم حبیب الرحمن خان صاحب تھے۔ان کی ٹیم نے عمدگی سے اپنے فرائض ادا کیئے۔

اعلانات نکاح: ۳۱ دسمبر ۲۰۱۲ کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام مسجد اقصیٰ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے ۳۵ نکاحوں کے اعلان کئے۔اسی طرح یکم جنوری کو ایک اعلان نکاح اور مورخہ ۲ جنوری ۲۰۱۳ کو یک اعلان نکاح محترم عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد شمالی ہند نے کیا۔

اللہ تعالیٰ اس روحانی جلسہ کے بیشمار افضال و برکات سے شاملین جلسہ کو سارا سال استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(شعبہ رپوٹنگ:۔شیخ مجاہد احمد۔تنویر احمد ناصر، فضل الحق خان، جمال شریعت صاحب)

❁❁❁

❁❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردارؐ

کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی

جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی

یہ خون جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی

کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی

عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی

گو یا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

وہ رحمت عالمؐ آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردارؐ

ہم پہ کھولا ہے یہ معراج کی شب نے نکتہ

محترم جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم گجرانوالہ

قاب قوسین کی منزل سے گزر کر کس نے
کرلیا وادی اوادنی کو دم بھر میں عبور

جلوہ افروز ہو ا کون اُفق ااعلیٰ سے
اُٹھ گئی کِس کے لئے کشمکش غیب و حضور

نطق ہے پاک بہر رنگ ہوی سے کس کا
وحی یوحیٰ سے گہر ریز زباں کس کی ہے

شوقِ تعلیم میں کون آیا دنیٰ تک بڑھتا
شان ہے مثل تدنی سے عیاں کس کی ہے

ماغوی کا دِیا اعزاز خدا نے کس کو
کون ماضل کے ارشاد سے ممتاز ہوا

ماطغیٰ کس کی نظر کے لئے فرمایا گیا
کون مازاغ کی نعمت سے سرافراز ہوا

کون شاگرد بڑی قوتوں والے کا ہوا
اورذومرہ نے تسنیم سکھایا کس کو

کون دنیا میں ہے محبوبِ خداوندِ جلیل
رازداں محفلِ ہستی کا بنایا کس کو

شان ہے ماکذب کس دل نورانی کی
جلوہ گر سامنے کس کے ہوئیں دلکش آیات

کس کو طوفانِ تجلی نے فلک پر ڈھانپا
جذب سینے میں کئے کس نے سب انوارِ صفات

ہم پہکھولا ہے یہ معراج کی شب نے نکتہ
کتنا مومن سے فرشتوں کا فروتر ہے مقام

دے سکا ساتھ نہ جبریل امینؑ بھی تیرا
سرورِ ہر دو جہاں تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

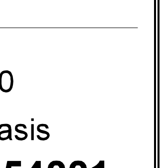

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,

9437032266, 9438332026, 943738063

تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۲۰۱۲

ھَستی بَارِی تَعالیٰ انبیاء کی تائید ونصرت کی روشنی میں اور اس کے ثمرات

(محمد کریم الدین شاہد۔قادیان)

انبیاء اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنّت چلی آرہی ہے کہ وہ اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے اَنَا الْمَوْجُوْد کہہ کر خود اپنی ذات کو آشکار کرتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ اپنے خاص بندوں کو چُن لیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ دُنیا کی رُوحانی ہدایت کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ دُنیا کے فلسفی اور سائنسدان ہستیٔ باری تعالیٰ کے تعلق سے بڑے غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا کوئی ہونا چاہئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے انبیاء اور رِشی مُنی اوتار یا پیغمبر اپنی وحی والہام کی روشنی میں دُنیا کو یہ پختہ ثبوت دیتے ہیں کہ خدا موجود ہے، اُس کا زندہ تعلق ہم سے ہے، وہ ہم سے ہمکلام ہو کر اپنا وجود ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ (الحج : 76)

کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی اپنے رسول یا پیغمبر چُن لیا کرتا ہے۔ اسی طرح فرمایا :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ (النحل : 37)

کہ ہم نے ہر قوم اور ہر اُمّت میں رسول یا پیغمبر اس غرض کیلئے بھیجے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور شیطان سے بچیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فطرتِ انسانی میں ہی اپنی ہستی کا نقش رکھ چھوڑا ہے ورنہ یہ کہنا کہ فطرت میں آدمی کی ہے مبہم سا ایک خوف اُس خوف کا کسی نے خدا نام رکھ دیا حقائق کو نظر انداز کر کے تمسخر کرنے والی بات ہے۔

پس ہر ملک اور ہر قوم میں ہزاروں نہیں لاکھوں انبیاء اور رسول آئے ہیں بلکہ ایک حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دُنیا میں آچکے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیا ہے جس سے ایک بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایک دو آدمیوں کو تو غلطی لگ سکتی ہے لیکن ہر زمانے میں اور ہر ملک میں جو ہزاروں رسول آئے اور مختلف زمانوں میں آئے، اُن سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقل سے بعید بات ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسے انبیاء اور مامورین خدا تعالیٰ کے پیاروں میں سے ہوتے ہیں اور اُن کی صداقت اور سچائی ثابت نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ اُن سے وہ سلوک نہ فرمائے جو اس کے پیاروں اور محبوبوں سے ہُوا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کا مامور اور مُرسَل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا سلوک اُس کے محبوب اور پیاروں جیسا نہیں ہوتا تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ اپنا نائب بنا کر بھیجے پھر اُس کے ساتھ اپنی محبت کا کوئی نمونہ نہ دکھائے اور نہ اُس کی مدد کرے۔ دُنیا کے بادشاہ بھی جب کسی کو اپنا نائب یا نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں تو اس کی پُوری مدد کرتے ہیں۔ اُس کا خیال رکھتے ہیں۔ اور جب بھی ضرورت ہو اُس کی تائید ونصرت کرتے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ جس کے خزانے وسیع ہیں اور جو عالم الغیب ہے وہ کیوں اپنے مامورین اور مرسلین کی مدد نہ کرے گا؟ بلکہ ضرور کرے گا۔ پس اگر کوئی شخص دعویٰ ماموریت کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کی تائید ونصرت ہو تو وہ شخص یقیناً سچا اور راستباز ہے۔ اور یہی اصل خدا تعالیٰ کی ہستی کا بھی بہت بڑا ثبوت ہُوا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (المجادلہ : 22)

یعنی اللہ نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہمیشہ غالب ہوں گے، وہ قوت والا اور غالب ہے۔

اسی طرح فرمایا :

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ ۝ (المؤمن : 52)

کہ ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ہمارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، اس دُنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی مدد کیا کرتے ہیں۔

اسی طرح شریمد بھگوت گیتا میں حضرت کرشن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب جب دھرم کا نقصان ہوتا اور اَدھرم کا دَور دورہ ہونے لگتا ہے تب تب میں نیک لوگوں کی حفاظت اور پاپیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ظاہر ہوتا ہوں۔

(شریمد بھگوت گیتا چوتھا ادھیائے۔شلوک نمبر 7-8)

سامعین کرام! ایک طرف تو اللہ تعالیٰ یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے دین کی تائید کے لئے جو لوگ کھڑے کئے جائیں گے وہ ہمیشہ غالب رہیں گے۔ اور دوسری طرف اُس کی یہ بھی سنّت ہے کہ بادشاہوں اور طاقتور لوگوں کو نبی نہیں بناتا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ۔ بلکہ اُنہی لوگوں میں سے نبی بناتا ہے جو ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں۔ جن کے پاس نہ کوئی فوج ہوتی ہے نہ ہتھیار۔ نہ دولت نہ جتھہ۔ اُن کو بھیج کر اُن کے ذریعہ دُنیا کو مفتوح کراتا ہے۔ اور اس طرح دکھا دیتا ہے کہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ بالکل درست اور صحیح ہے۔ چنانچہ وقت کی رعایت سے چند مشہور انبیاء کے حالات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

❖ سب سے پہلے مَیں اپنے ہی مُلک بھارت کے مہاپرش اور خدا تعالیٰ کے پیارے حضرت رام چندر جی مہاراج کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی پتنی سیتا جی اور بھائی لکشمن کے ساتھ چودہ سالہ بن باس میں نہایت بے کسی اور بے سروسامانی کے عالم میں جنگلوں میں رہائش پذیر تھے کہ اسی دوران لنکا کے راجہ راون کے ساتھ آپ کی جنگ ہوئی۔ راون کے پاس ہر قسم کا ساز وسامان اور لاؤ لشکر تھا لیکن حضرت رام چندر اپنے تھوڑے سے پیروکاروں کے ساتھ بے سروسامان تھے۔ اس کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ راون کو ہلاک کر کے اُس کی سونے کی لنکا ڈھادی اور غالب و وِجئی رہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت آپ کے شاملِ حال نہ ہوتی تو ایسی عظیم فتح اور کامیابی آپ کو حاصل نہ ہوتی۔ اسی کی یاد میں ہر سال دسہرا اور دیوالی کا تہوار بھارت میں منایا جاتا ہے۔

❖ اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام نے جب دُنیا کی ہدایت واصلاح کیلئے جنم لیا تو آپ کا ماما کنس جو ایک طاقتور اور سرکش راجہ تھا آپ کا سخت ترین مخالف اور جان کا دُشمن بن گیا۔ ہر طرح سے اُس نے آپ کو قتل کرانا چاہا اور آپ کی مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ حضرت کرشن جی اُس کے مقابل پر بے سروسامان تھے لیکن خدا تعالیٰ نے کنس کو باوجود اُس کی طاقت کے تباہ و برباد کر دیا اور حضرت کرشن جی کو باوجود کمزور ہونے کے فتحیات فرمایا۔

علاوہ ازیں حضرت کرشن جی نے جنگ مہابھارت میں کمزور پانڈوؤں کا ساتھ اس لئے دیا کہ وہ حق پر تھے اور کوروؤں کے ظلم وستم اور ناانصافی کے خلاف جنگ کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شاملِ حال رہی اور کورو اپنی عظیم طاقت اور جتھہ بندی کے باوجود شکست کھا گئے۔ اسی جنگ مہابھارت کے دوران شریمد بھگوت گیتا جیسا پاکیزہ اور رُوحانیت اور علم وعرفان سے لبریز کلام آپ کو عطا ہُوا جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت ہے۔

حضرات! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کی تائید ونُصرت کے بڑے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اور اس کی ذات پر یقینِ کامل حاصل ہوتا ہے۔ اُنہی میں سے دُنیا کی تاریخ کا مشہور واقعہ طوفانِ نوحؑ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔

❖ حضرت نُوح علیہ السلام دُنیا کی ابتدائی تہذیب کے بانی تھے۔ آپؑ نے قدیم زمانے میں خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ آپ کی قوم بدیوں میں مبتلا تھی۔ حضرت نُوحؑ نے اُن کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت، شرک سے اجتناب، اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالانے اور آپ کی اطاعت کرنے کی تعلیم دی کہ اگر میری بات مانو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے گا اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تم پر ایک دردناک عذاب آئے گا۔ لیکن آپ کی قوم نے نہ صرف انکار کیا بلکہ آپ کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ایک کشتی بنائیں کیونکہ جن لوگوں نے ظلم وتشدد اور بے راہ روی کا طریق اختیار کیا ہے وہ ضرور ہلاک کئے جائیں گے۔ کشتی بناتے وقت قوم کے بڑے بڑے لوگ آپؑ سے تمسخر کرتے تھے۔ آخر پیشگوئی کے مطابق طوفان آیا اور ایسا زبردست طوفان آیا کہ آسمان سے بھی بارش برسی اور زمین کے چشمے بھی پھوٹ پڑے اور بعض پہاڑوں کی چوٹیوں تک بھی پانی پہنچ گیا اور ساری قوم غرق ہو گئی۔ لیکن حضرت نُوح علیہ السلام اور آپ کی جماعت حیرت انگیز طور پر اس کشتی کے ذریعہ اس زبردست طوفان کے شر سے بچا لئے گئے۔

❖ اسی طرح قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام اور اُن کی قوم عادؔ کا بھی ذکر ہے کہ عادؔ کی قوم نے اُن کو جھُٹلایا جس کے نتیجہ میں وہ تیز ہَوا کے ذریعہ ہلاک کئے گئے لیکن حضرت ہُود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والے بچائے گئے۔

❖ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمودؔ کی

طرف بھیجے گئے تھے۔ اُن کی قوم نے بھی اُن کو جُھٹلایا تو وہ ایک زلزلہ سے ہلاک کئے گئےلیکن حضرت صالح علیہ السلام اورآپ کے ماننے والے محفوظ رہے۔

❖ حضرت لُوط علیہ السلام کی قوم نے بھی آپؑ کو جُھٹلایا نتیجہ یہ ہُوا کہ جُھٹلانے والوں پر پتھروں کی بارش ہوئی اور وہ ہلاک کئے گئےلیکن حضرت لُوط علیہ السلام کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اِس عذاب سے بچالیا۔

❖ حضرت شعیب علیہ السلام کی بھی جن لوگوں نے تکذیب کی وہ زلزلہ سے ہلاک کئے گئے اورآپؑ کے ماننے والے بچالئے گئے۔ اگرکوئی خدا نہ ہوتا تو ماننے والے اور جُھٹلانے والے دونوں کو قدرتی حادثات میں یکساں طور پر ہلاک ہوجانا چاہئے تھا۔ لیکن خدا کے رسول کو ماننے والوں کا حیرت انگیز طور پر بچایا جانا اور صرف جُھٹلانے والوں ہی کا ہلاک ہوجانا اللہ تعالیٰ کی ہستی کی بھاری دلیل ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت کے بانی سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے کیاہی خوب فرمایاہے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہےتو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ راہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہوجاتی ہے آگ اور ہر مخالف کوجلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہوکر دُشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوکر وہ پانی اُن پہ اِک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالِق کے آگے خَلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(دُرّثمین اُردو)

❖ اِسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشہورواقعہ ہے کہ آپؑ عراق کے علاقہ اُور میں تھے اورآپؑ کی قوم بُت پرست تھی۔ اُس زمانے کا بادشاہ نمرود اپنے آپ ہی کو خدا سمجھتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بُت پرستی ترک کرنے اور خدا تعالیٰ کی توحید کا پرچار کیا تو قوم آپ کی سخت مخالف ہوگئی اور بادشاہ کے حکم سے آگ بھڑکا کر اس میں آپ کو جلانا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا : يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (انبیاء : 70) کہ اَے آگ! تُو ابراہیم پر ٹھنڈی ہوکر سلامتی کا باعث بن جا۔ چنانچہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ بُجھ گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بالکل محفوظ رہے ؎

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اس موقعہ پر یہ بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ بعض لوگ تاویل کر کے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ دراصل ابراہیم علیہ السلام پر جو آگ بھڑکائی گئی تھی وہ مخالفت یا جنگ کی آگ تھی جو بُجھا دی گئی۔ چنانچہ دھرم پال آریہ نے جب اعتراض کیا کہ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کس طرح ٹھنڈی ہوگئی!؟ تو اِس کا جواب حضرت مولانا نُورالدین صاحب رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا کہ آگ سے جنگ اور عداوت کی آگ مراد ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ اعتراض اوراس کا جواب بیان کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ —— ’’اس تکلّف کی کیا ضرورت ہے۔ ہم موجود ہیں ہمیں کوئی آگ میں ڈال کر دیکھ لے کہ آگ گُلزار ہوجاتی ہے یا نہیں!‘‘ ایک دوسرے موقعہ پر اس مفہوم کو آپ علیہ السلام نے ایک شعر میں یُوں بیان فرمایا ہے کہ ؎

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

(سیرت المہدیؑ حصہ اوّل صفحہ 137)

❖ سامعین کرام! ایک اَور مشہور تاریخی واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپؑ کے شدید مخالف فرعَون کا ہے۔ جِس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ بیان ہوُا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر فرعَون کی طرف بھیجا تو اُس نے متمردانہ طور پر یہ کہا تھا کہ تُم کس خدا کی بات کر رہے ہو؟ تمہارا سب سے بڑا ربّ تو مَیں ہی ہوں۔ یہ وہی فرعون تھا جو بڑا طاقتور بادشاہ تھا اور جو نہ صرف سالہا سال سے بنی اسرائیل پر بڑے سخت مظالم ڈھا رہا تھا بلکہ خدا کا مُنکر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سخت ترین دُشمن تھا۔ لیکن انجام کیا ہوُا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے فلسطین کی طرف جانے لگے تو فرعَون نے اپنے لاؤلشکر سمیت اُن کا پیچھا کیا اور قریب تھا کہ وہ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے پیروکاروں کو جا پکڑتا کہ عین وقت پر سمندر کی موجوں نے اُس کو غرق کر دیا اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بحفاظت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ وہ فرعون جو یہ تمسخر کیا کرتا تھا کہ اگر میرے سوا کوئی معبود ہے تو اَے ہامان! ایک بڑا قلعہ تیار کر لَعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى (القصص : 39) تا کہ مَیں اُوپر جا کر موسیٰؑ کے خدا پر آگاہی حاصل کروں، اُسے آسمان کی بلندیوں میں تو خدا نظر نہیں آیا۔ البتہ جب وہ غرق ہونے لگا تب سمندر کی گہرائیوں میں اُسے خدا نظر آیا اور بے ساختہ کہہ اُٹھا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (یونس : 91) کہ مَیں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اُس خُدا کے سِوا اور کوئی معبود نہیں جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور مَیں مسلمان ہوں۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے کمزور اور بے سروسامان رسول کو خدا نے غالب کر دیا اور فرعون جیسے طاقتور اور سرکش بادشاہ کو ذلیل وخوار کر کے غرق کر دیا۔

❖ حضرات! ہمارے پیارے آقا سید الاوّلین والآخرین خاتم النّبیّین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری زندگی خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک لازوال یقین کامل پیدا کرنے کا موجب ہے۔ جن حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو فتح کیا اُن کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کی مدد کے سِوا آپؐ کو یونہی غلبہ حاصل ہوسکتا تھا۔ آپؐ کے پاس نہ مال تھا نہ دولت۔ علم آپؐ نہ پڑھے ہوئے تھے۔ مال کی یہ حالت تھی کہ ایک ایسی مالدار عورت سے آپؐ نے شادی کی جو نیک تھی اُس نے اپنا مال آپؐ کو دے دیا۔ اور آپ نے وہ بھی خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ ایسے انسان کو خدا نے رسول بنا دیا۔ اور رسول کے لئے یہ شرط رکھ دی کہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ کہ رسول ضرور ضرور غالب ہوگا۔ اگر خدا ہے تو ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھو دُنیا نے رسولِ کریمؐ کے ساتھ کیا کِیا۔ آپؐ کے خلاف سارے لوگوں نے زور مارے مگر کیا نتیجہ نکلا؟ اُن کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور آپؐ نہایت شان کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکّہ پہنچے۔ اور وہی سردار جو آپؐ پر اتنا ظلم کرتے تھے کہ جب آپ نماز کے لئے خانۂ کعبہ میں جاتے تو آپؐ کو ڈانٹتے، آپؐ پر مَیلا ڈالتے۔ اِس وقت وہ سب آپ کے رحم پر تھے۔ ایک دفعہ آپؐ پر اتنا ظلم کیا گیا کہ طائف والوں نے پتھر مار مار کر آپ کا جسم لہولہان کر دیا۔ پھر آپؐ کے مریدوں کی یہ حالت تھی کہ اُن کا بازاروں میں چلنا مشکل تھا۔ پس اس بے سروسامانی میں آپؐ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ مَیں کامیاب ہوکر رہوں گا اور دُنیا پر غلبہ پاؤں گا۔ خدا تعالیٰ میری مدد کرے گا اور مجھے فتح دے گا۔ اگر قوم اس دعویٰ کو آسانی سے قبول کر لیتی تو کہا جاتا کہ جب قوم نے قبول کر لیا تو غلبہ میں کسی غیر معمولی اعانت کا ہاتھ کیوں سمجھا جائے۔ مگر آپؐ کے ساتھ قوم نے محبّت کا سلوک نہیں کیا۔ قبولیت کے ہاتھ آپؐ کی طرف نہیں بڑھائے۔ اطاعت کی گردن آپؐ کے آگے نہیں جھکائی۔ بلکہ ساری کی ساری قوم آپؐ کے خلاف کھڑی ہوگئی اور معمولی مخالفت نہیں کی بلکہ مخالفت میں قوم نے سارا ہی زور خرچ کر دیا۔ قتل کرنے کی کوشش کی۔ ساتھیوں میں سے کئی کو شہید کر دیا۔ حتّٰی کہ صحابہؓ کو ملک سے نکلنا پڑا۔ اور آخر میں خود آپؐ کو بھی ملک چھوڑنا پڑا۔ لیکن وہی شخص جسے چند سال پہلے صرف ایک ساتھی کے ساتھ رات کے اندھیرے میں اپنے عزیز وطن کو چھوڑنا پڑا تھا چند سال بعد فاتحانہ حیثیت میں واپس آتا ہے اور آکر اُن ظالموں سے جنہوں نے انتہائی درجہ کے ظلم اُس سے اور اُس کے ساتھیوں سے کئے تھے پوچھتا ہے کہ بتاؤ! مَیں تم سے کیا سلوک کروں؟ اور جب شرمندگی سے اُس کے سامنے گردن ڈال دیتے ہیں تو فرماتا ہے جاؤ مَیں نے تُم سب کو معاف کر دیا۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اتّفاقاً بعض کمزور لوگوں کو طاقت مل جاتی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں فتح اور غلبہ اتّفاقاً نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ آپؐ نے اپنی کمزوری کی حالت میں پیشگوئی کر دی تھی کہ مجھے غلبہ ملے گا اور پھر اِس دعویٰ کے مطابق آپؐ کو غلبہ ملا۔ اور پھر آپؐ کا غالب ہوکر اپنے دُشمنوں کو معاف کر دینا بھی بتاتا ہے کہ ایک زبردست طاقت پر آپؐ کو یقین تھا اور کامل یقین تھا کہ میرے غلبہ کو کوئی شکست سے بدل نہیں سکتا، تبھی تو آپ نے ایسے خطرناک دُشمنوں کو بِلا شرط معاف کر دیا۔ اس قسم کے غلبہ کی مثال دُنیا میں اور کہاں ملتی ہے؟

(انوارالعلوم جلد 6 صفحہ 213-214)

اِس جگہ یہ بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکّہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں سارے اہلِ مکّہ کو بلا کسی شرط کے معاف فرما دیا تھا وہاں صرف جنگی مجرمین کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ بعدہٗ اُنہیں بھی معاف فرما دیا تھا۔ اُنہی مجرمین میں سے ابوسفیان کی بیوی ھندؔ بنت عُتبہ بھی تھی جس نے اسلام کے خلاف قریش کو اُکسانے اور جنگ بھڑکانے کا فریضہ سنبھال رکھا تھا۔ اور جنگِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کر کے اُن کا کلیجہ چبا کر وحشتناک طور پر اپنی انتقام کی آگ کو بُجھایا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت لی تو یہ ھندؔ بھی چادر اوڑھ کر آگئی کیونکہ اُس کے جرائم کی وجہ سے اُسے بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت کے دوران جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط بیان کی کہ کہو آئندہ ہم شرک نہیں کریں گی تو ھندؔ بے اختیار بول پڑی، یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم شرک کر سکتی ہیں جب کہ ہمارے سبھی بُت ہار گئے اور آپؐ کا ایک خُدا جیت گیا تو آواز پہچان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ھندؔ بول رہی ہے؟ تو اُس نے کہا ’’یا رسول اللہ! اب تو میں دِل سے مسلمان ہوچکی ہوں۔ جو کچھ پہلے گذر چکا سو گذر چکا۔ آپ بھی اس سے درگذر فرمائیں۔‘‘ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بھی معاف فرما دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

’’یادرہے کہ پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچانا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچّے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفّار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ دُوسرا موقعہ وہ تھا جبکہ کافر لوگ اُس غار پر معہ ایک گروہِ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کرلیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ چوتھا وہ موقعہ تھا جب ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دیدی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مُہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خُسرو پرویز شاہِ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مُصمّم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِن تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دُشمنوں پر آخرکار غالب ہوجانا ایک بہت بڑی زبردست دلیل اِس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خُدا آپ کے ساتھ تھا۔‘‘ (چشمۂ معرفت رُوحانی خزائن جلد 23 صفحہ 263-264 حاشیہ)

❖ معزّز سامعین! اب مَیں آخر میں سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق وفرزندِ جلیل موجودہ زمانے کے مامور و مُرسَلِ ربّانی وامام آخرالزّمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بات کرتا ہوں کہ آپؑ نے انتہائی کمزوری اور بے سروسامانی کی حالت میں مسیح موعود اور مہدیٔ معہود ہونے کا دعویٰ کیا تو سُنّتِ انبیاء کے مطابق ساری دُنیا آپؑ کی دشمن بن گئی۔ اُس وقت کے علماء اور گدی نشین بھی آپؑ کے دُشمن بن گئے کیونکہ اُن کی سیادت اور ریاست خطرے میں نظر آتی تھی۔ امراء بھی آپؑ کے دُشمن بن گئے کیونکہ آپؑ احکامِ اسلام کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے جو اُن کی طبائع پر گراں تھا۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی آپؑ کے مخالف تھے کیونکہ آپؑ کی ذات میں اُنہیں وہ شخص نظر آتا تھا جو دلائل و براہین کے ذریعہ اسلام کی عظمتِ شان اور اُس کی فضیلت وغلبہ کے سامان کررہا تھا۔ حکّامِ وقت بھی آپؑ کے مخالف تھے کیونکہ وہ بھی مسیح ومہدی کے ناموں سے خوفزدہ تھے۔ عوام الناس بھی آپؑ کے مخالف تھے کیونکہ وہ خود تو عِلم نہیں رکھتے تھے بلکہ مولویوں، پیروں فقیروں یا امیروں یا پنڈتوں یا پادریوں کے تحت ہوتے ہیں اور یوں بھی بوجہ جہالت اور رسوم و رواج کے پابند ہونے کے، ہرنئی بات کے سخت مخالف ہوتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباء واجداد ہی کی پیروی کریں گے۔ الغرض ہر طبقہ کی طرف سے آپ کی شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ اور آپؑ کا حال کیا تھا، فرماتے ہیں ؎

مَیں تھا غریب و بےکس و گمنام بےہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

لیکن جس خدا نے آپ کو مامور بنا کر کھڑا کیا تھا وہ آپ کو تسلّی دے رہا تھا کہ ’’مرزا! غم نہ کر، مَیں تیرے ساتھ ہوں۔‘‘ اور یقین دلا رہا تھا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنی جو شخص بھی تیری ذلّت ورُسوائی کا ارادہ کرے گا، مَیں اُسے ذلیل و خوار کردوں گا۔ "I shall give you a large party of Islam" مَیں تجھے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔ اور فرمایا: ’’مَیں تیری تبلیغ کوزمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘

اِن خدائی وعدوں کے مطابق ایک ایک کر کے لوگ آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے شروع ہوئے۔ غرباء میں سے بھی اور اُمراء میں سے بھی۔ عُلماء میں سے بھی اور صُوفیاء میں سے بھی۔ مسلمانوں میں سے بھی اور ہندوؤں وعیسائیوں میں سے بھی۔ ہاں! وہی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مَیں نے ہی اِس کو اُٹھایا ہے اور مَیں ہی اِسے گراؤں گا۔ آج دُنیا جانتی ہے کہ کون مِٹ گیا اور کون بڑھ گیا۔ آج مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا کوئی نام و نشان تک نہیں بلکہ خُود اُن کے نواسے سعید احمد صاحب نے جو جلسہ سالانہ قادیان میں بھی آچکے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کر کے ثابت کردیا کہ سچّے مسیح اور مہدی کی مخالفت اور تکذیب کر کے اُن کے نانا اور اُن کے ہمنوا مولوی ناکام و نامراد ذلیل و خوار ہوکر مرگئے لیکن خدا تعالیٰ کے مسیح ومہدی نے یہ فرمایا تھا کہ :-

’’یقینا یادرکھو اور کان کھول کر سُنو! کہ میری رُوح ہلاک ہونے والی رُوح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں..........دُشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خُدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔‘‘ (انوارالاسلام صفحہ 23)

اور فرمایا :-

’’یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ....اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر تک مُجھ سے وفا کرے گا............ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تُم گواہی کو چُھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھّر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پرظُلم مت کرو ....خدا سے مت لڑو۔ تمہارا یہ کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔‘‘ (اربعین نمبر 3 صفحہ 16-17)

اور یہ زندہ حقیقت دُنیا کے سامنے ہے کہ واقعی آپؑ نے ایک عظیم فتح پائی اور اِس جہان سے آپؑ کامیاب و بامُراد گئے۔ یہاں تک کہ آپؑ کی وفات کے وقت آپؑ کی جماعت ہزاروں سے نکل کر لاکھوں تک ترقی کرتی چلی گئی اور اب تک برابر ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اور اب بفضلہٖ تعالیٰ دُنیا کے 202 ممالک میں اس کی مضبوط شاخیں قائم ہوچکی ہیں اور ہرسال ہزاروں لوگ اِس مقدس جماعت میں داخل ہورہے ہیں۔ آپؑ کو لوگوں نے قتل کرنا چاہا۔ زہر دیکر مارنا چاہا۔ عدالتوں میں بھی آپؑ کو گھسیٹا اور جُھوٹے مقدمات بھی آپؑ پر قائم کئے گئے لیکن ہر دفعہ آپؑ کامیاب ہوئے اور ہر حملہ سے آپؑ محفوظ رہے اور روز بروز خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت بڑھتی گئی۔ آپؑ نے کیا ہی خوب فرمایا ؎

گڑھے میں تُو نے سب دُشمن اُتارے
ہمارے کر دِئے اُونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

امرِ واقعہ یہ ہے کہ جن جن حاسدین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی مقدس جماعت کو مٹانا چاہا وہ خود مٹ گئے اور جن نادان حکّام نے جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیکر اس کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگادی اور جماعت کے خلاف ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھا وہ سب ناکام ونامُراد ہلاک ہوکر احمدیت کی صداقت پر مُہر لگا گئے اور اللہ تعالیٰ نے مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ اُن کے گھروں میں اور دُنیا کے کناروں تک مسیحِ محمدی کا رُوحانی اور امن بخش پیغام پہنچانا شروع کردیا۔ اور ہمارا یقین ہے کہ دُشمن جس قدر مسیح محمدی کی جاں نثار جماعت پرظلم وستم ڈھائے گا خدا کے فضل سے یہ جماعت اُسی قدر تیزی سے ترقی کرتی چلی جائے گی اور روز بروز اُس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نُصرت بڑھتی چلی جائے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ ازلی اور اٹل قانون ہے کہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب ہوکر رہیں گے۔ کوئی اِس قانون کو بدل نہیں سکتا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے جو واقعات آپ کے سامنے بیان کئے گئے ہیں یہ ثبوت ہیں اِس بات کا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اپنے پیارے بندوں کی تائید ونصرت کرکے ہر زمانے میں اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

❀❀❀

❀❀❀❀❀❀

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2012

سیرت آنحضرت ﷺ عائلی زندگی کی روشنی میں

محمد انعام غوری۔ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہ کہ اے میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً تُو عظیم الشان اخلاقِ فاضلہ کا پیکر ہے۔ یہ عالم الغیب والشھادۃ، غیب اور حاضر کا علم رکھنے والے خدا کی گواہی ہے۔

آیئے اب سچے خدا کی سچی گواہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سفر میں سچے واقعات کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کی تفصیل دریافت کی گئی تو بے ساختہ آپ نے سائل کو جواب دیا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ کہ آپ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کی تفصیل معلوم کرنی ہے تو قرآن کریم پڑھ لو۔ جو جو اخلاقِ کریمانہ قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اُنہی اخلاق کی عملی تصویر ہے تو جس طرح قرآن کریم ایک کھلی ہوئی روشن اور بیّن کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے اسی طرح ہمارے پیغمبر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح دُنیا کے سامنے ہے۔ نہ آپ ﷺ کی خلوت پوشیدہ ہے اور نہ جلوت پوشیدہ ہے کیونکہ گھر میں بھی آپ کی ہر حرکت وسکون اور ہر ادائے دلربا کی پیروی کی کوشش کی جاتی اور باہر بھی یہی جستجو لگی رہتی تھی۔ گھر میں اہل وعیال اور خدام و اطفال آپ کے مُنہ کو تک رہے ہیں تو دروازے سے باہر قدم رکھتے ہی اصحاب الصُّفہ اور دوست احباب سب کی نظریں آپ کی طرف لگی رہتی تھیں۔

یہاں رُک کر ذرا سوچیئے کہ جس کی زندگی کے شب وروز، تنہائی اور انجمن اِس طرح کے مسلسل اور پیہم تعاقب سے دوچار ہو، وہ یقیناً اپنی ذات میں بہت تنگی محسوس کرے گا۔ ان حالات میں اور کوئی ہوتا تو اس دنیا سے بھاگ کر کہیں دور گوشہ گمنامی میں جا بیٹھنے میں اپنی عافیت سمجھے گا۔ لیکن لاکھوں دورد و سلام ہوں ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی زندگی کا لحہ لحہ تعاقب کی نذر ہونے کے باوجود پورے وقار کے ساتھ اور کمال اعتماد کے ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر ہر طبقہ کی رہنمائی کے لئے کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یُوں تو آپ کی پاکیزہ سیرت اور اخلاق فاضلہ کے اپنے اور بیگانے، گھر والے اور ہمسائے محلّہ دار اور شہر والے سب ہی مقر اور معترف نظر آتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے دشمنوں نے بھی برملا اس امر کی گواہی دی کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی ذات کی تکذیب نہیں کرتے کیونکہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں پایا۔ ہم آپ کو بُرا نہیں کہتے کیونکہ آپ کی ذات میں کوئی بُرائی ہم نے نہیں دیکھی لیکن جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں وہ ہماری سمجھ سے بالا ہے ہم صرف اس پیغام کی تردید اور تکذیب کرتے ہیں۔ اگر آپ اس پیغام کی تبلیغ کو بند کر دیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ دولت کی خواہش کریں تو مکہ کا امیر ترین شخص آپ کو بنا دیں اگر خوبصورت عورت چاہتے ہیں تو حسین ترین عورت آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ لیکن ہمارے آقا ومطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اس ابدی پیغامِ حیات کے امین اور پیغمبر بنائے گئے تھے آپ نے فرمایا کیسی ناسمجھی کی باتیں کرتے ہو۔ بخدا گر تم ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی لاکر رکھ دو تب بھی میں اپنے ربّ کے پیغام کی تبلیغ سے باز نہیں رہ سکتا۔

ہاں تو مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا ہر طبقہ معترف تھا۔ آج کی اس مجلس میں خاکسار آپ کی عائلی زندگی کی روشنی میں آپ کی سیرت طیبہ کے چند واقعات پیش کرنے جا رہا ہے۔ اور وقت کی رعائیت کے پیش نظر صرف آپ کی ازدواج مطہرات کے ذکر خیر پر اکتفا کروں گا۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو کسی بھی شخص کے اخلاق وعادات اور گفتار وکردار کے متعلق معلوم کرنا ہو تو اُس کے اہل وعیال سے بڑھکر اور کوئی علم نہیں دے سکتا اور عیال میں بھی سب سے بڑھ کر اُس کی بیوی کی گواہی ہوتی ہے جس کو اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے تو دوسرے پلڑے میں باقی سب دنیا کی گواہی رکھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بالعموم ایک انسان کی زندگی کا نصف سے زائد بلکہ تین چوتھائی حصہ اپنی بیوی کے ساتھ گزرتا ہے۔ گھر سے باہر تو انسان وقتی طور پر خود کو بااخلاق اور نیک ظاہر کرسکتا ہے لیکن گھریلو زندگی میں یہ تصنّع اور بناوٹ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اور اس کی بیوی جو اُسکی اندرونی زندگی کی رازداں ہوتی ہے اُس سے اُسکے اخلاق، نیک ہوں یا بُرے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اس لحاظ سے ہمارے مطہر ومقدس آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہیں دو نہیں 9 بیویوں کی گواہیاں دنیا کو بتارہی ہیں کہ ایسا نیک اور پاک فطرت، ایسا ہمدرد وغمگسار، ایسا رحمدل اور کریم النفس اور ایسا عادل اور محسن تھا وہ پیارا مصطفیٰ کہ دنیا میں اُسکی نظیر نہیں مل سکتی۔

آیئے اب آپ کی پاکیزہ عائلی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ ملک عرب کے گرم آب وہوا کے علاقے میں بالعموم لڑکیاں گیارہ، بارہ سال کی عمر میں اور لڑکے بھی بالعموم چودہ پندرہ سال کی عمر میں بلوغت کی حد میں داخل ہوجاتے تھے۔ اور پندرہ بیس سال کے نوجوان لڑکے تو جوانی کی جولانیوں میں مصروف ہوجاتے تھے لیکن اُس آزاد اور بے قید و بے لگام معاشرے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 25 سال کی عمر تک غیر شادی شدہ مجردانہ لیکن نہایت پاکیزہ زندگی گزار رہے تھے کہ ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہتی ہے: جتنی عمر آپ کی ہے اس عمر میں تو لوگ کئی بچوں کے باپ بن جاتے ہیں مگر آپ ابھی تک تجرد کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا میں ایک غریب آدمی ہوں اس حالت میں کون مجھے اپنی بیٹی دے گا۔ اُس خاتون نے کہا اگر کوئی امیر اور نیک خاتون خود آپ سے شادی کرنے کی خواہشمند ہو تو پھر آپ کا کیا جواب ہے۔ آپ نے تعجب سے استفسار فرمایا کہ ایسی کون عورت ہے جو از خود مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اُس خاتون نے جواب دیا کہ میری مالکہ خدیجہؓ آپ سے نکاح کی خواہشمند ہیں اور اُنہوں نے ہی مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے بشرطیکہ آپ بھی رضامند ہوں۔

حضرت خدیجہؓ وہی نیک بخت خاتون تھیں۔ جو یکے بعد دیگر دو خاوندوں کی وفات کے بعد چالیس سال کی عمر میں بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں لیکن ان کے اخلاق فاضلہ اور بے داغ کردار اور ایک تجربہ کار تجارت پیشہ مالدار خاتون ہونے کے باعث مکّہ کے بڑے بڑے معزز سردار اُن سے نکاح کی درخواست کرچکے تھے مگر انہوں نے سب کو انکار کر دیا تھا لیکن اس پچیس سالہ نوجوان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت ونجابت اور امانت و دیانت اور اخلاقِ حسنہ کا شہرہ سُن کر اور بالخصوص اپنے غلام میسرہ سے، جو اپنی مالکہ خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر آپ کے ساتھ سفر پر جاچکا تھا اُس کی زبانی آپ کی تعریف سُن کر خود آپ سے نکاح کی درخواست کی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے مشورہ سے 500 درہم مہر پر یہ نکاح ہوگیا۔

سامعین کرام! حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کی اس طرح شروعات ہوئی۔ اگر کوئی سوچے کہ بڑی عمر کی خاتون سے محض اُسکے مالدار ہونے کے سبب یہ رشتہ کرلیا تھا تو بعد کی ازدواجی زندگی اس کو یکسر غلط قرار دے رہی ہے چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے جب اپنے پاکیزہ فطرت اور قناعت پسند اور دنیا سے بے رغبت اور پسماندہ طبقے کے بیحد ہمدرد خاوند کی اعلیٰ صفات کا جلوہ دیکھا تو اُن کے دل سے بھی مال کی محبت سرد ہوگئی اور اپنا تمام مال واسباب اپنے سرتاج کے قدموں میں ڈال دیا اور عرض کیا کہ اب یہ سب کچھ آپ کے حوالے ہے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

اگر ہمارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے مال و دولت کے لالچ میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کی ہوتی یا عیش وعشرت کے دلدادہ ہوتے تو اس مال کو دنیا کے رنگیلے بادشاہوں کی طرح خرچ کرتے لیکن ہوا یہ کہ سب سے پہلے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور نقد مال یتیموں بیواؤں اور غریب ناداروں کی امداد اور مہمانوں کی ضیافت اور قرضداروں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی میں خرچ کر دیا۔ اپنے مال کو اسطرح بے دریغ خرچ ہوتا دیکھکر حضرت خدیجہؓ کے ماتھے پر بل تک نہ آیا بلکہ بے حد خوشی اور راحت محسوس کرتیں اور سوجان سے آپ پر فدا اور قربان ہونے کو تیار رہیں۔

دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ سے لگن اور جوشِ عبادت کو دیکھکر ذرا ملال نہ کرتیں بلکہ دلی بشاشت سے توشہ تیار کرکے دیتیں جس کو لے کر آپ غارِ حراء میں عبادت کے لئے نکل جاتے اور تین چار چار دن مسلسل عبادت میں لگے رہتے یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک دن حضرت جبرئیل نمودار ہوئے اور خدائے ربّ العزت کا پیغام سنانے کے لئے آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا اور روح القدس سے معمور کرکے وحی الٰہی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھائی اس غیر معمولی واقعہ اور پیغام ربّانی سے آپ بہت گھبرا گئے کہ یہ عظیم الشان فریضہ کیوں کر اور کس طرح ادا کرسکوں گا۔

اسی گھبراہٹ میں گھر آکر حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ کہہ سنایا آپ کی ہمراز اور غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ جو پندرہ سال سے حقِ رفاقت ادا کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اوصافِ کریمانہ اور عملی کردار مشاہدہ کرتی چلی آرہی تھیں اُسکے مدنظر آپ کو تسلی دیتے ہوئے برجستہ عرض کیا آپ کیوں گھبراتے ہیں کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا۔۔۔ یعنی: خدا کی قسم! اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور اس فریضہ کی ادائیگی میں ناکام نہیں رکھے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور معدوم ومفقود اخلاق فاضلہ کو زندہ کر رہے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور مظلوموں کی فریادرسی کرتے ہیں۔

سامعین کرام! حضرت خدیجہؓ کی یہ گواہی محض ایک وقتی اور جذباتی نوعیت کی گواہی نہیں تھی بلکہ پندرہ سالہ رفاقت کے نشیب وفراز اور ہر گوشہ زندگی کے عملی تجربات کا نچوڑ اور خلاصہ تھا۔

آنحضرت ﷺ کے اعلانِ رسالت پر یہ پہلی بزرگ خاتون تھیں جن کو لَبَّیْکَ یارسول اللہ کہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اوّل المومنات قرار

پائیں۔ اس اقرار اور ایمان کے بعد مشکلات و مصائب کا دور شروع ہوا تب بھی اِس عظیم المرتبت مومنہ کے پائیہ ثابت میں کوئی لغزش نہ آئی بلکہ استقامت میں ترقی کرتی گئیں حتی کہ اپنے اسلام اور ایمان کی حفاظت کی خاطر اپنے محبوب شوہر اور بچوں اور افراد خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہوگئیں اور اسی دوران 07 نبوی میں 62 سال کی عمر میں اپنے محبوب شوہر کو داغ مفارقت دیکر مولائے حقیقی سے جاملیں۔

اس طرح آنحضرت ﷺ نے 25 سال کی نوجوانی کی عمر سے لے کر 47 سال کی ادھیڑ عمر تک 22 سال تک صرف اسی ایک بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی اور ماسوائے ایک بیٹے ابراھیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے آپ کی تمام اولاد تین بیٹے اور چار بیٹیاں اسی زوجہ مطہرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے بیٹے بچپن میں وفات پاگئے چاروں بیٹیاں جوان ہوکر شادی شدہ ہوئیں۔ اور چھوٹی بیٹی حضرت فاطمۃ الزھرا سے نسل چلی جو سادات کہلاتی ہے۔

Sir Thomas Carlyle نے آنحضرت ﷺ کی شادی اور آپ کے گھریلو تعلقات کے بارہ میں لکھا ہے کہ آپ خدیجہ کے ساتھی کیسے بنے؟ کیسے ایک امیر بیوہ کے کاروباری امور کے مہتمم بنے اور سفر کرکے شام کے میلوں میں شرکت کی۔ آپ نے یہ سب کچھ کیسے کرلیا؟ ہر ایک کو بخوبی علم ہے کہ آپ نے یہ انتہائی وفاداری اور مہارت کے ساتھ کیا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے دل میں اُن کا احترام اور ان کے لئے شکر کے جذبات کیونکر پیدا ہوئے۔؟ ان دونوں کی شادی کی داستان جیسا کہ عرب کے مصنفین نے ذکر کیا ہے۔ بڑی دلکش اور قابل فہم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 25 سال تھی اور خدیجہ کی عمر 40 سال تھی۔

نیز لکھا ہے کہ ’’معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اُس محسنہ کے ساتھ انتہائی پیار بھری پُرسکون اور بھرپور زندگی بسر کی۔ آپ خدیجہ سے حقیقی پیار کرتے تھے اور صرف اُسی کے تھے اُس کو جھوٹا نبی کہنے میں یہ حقیقت روک ہے کہ آپ نے زندگی کا یہ دور اس انداز سے گزارا کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ یہ دور انتہائی سادہ اور پُرسکون تھا یہاں تک کہ آپ کی جوانی کے دن گزر گئے۔‘‘

Six Lectures by Thomas Carlyle

Edition-1846, lecture-2

بحوالہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26-10-2012 تا 01-11-2012 صفحہ نمبر 8

آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی میں ایک نمایاں خُلق یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے نیک اوصاف کی بہت قدر فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ کے ایثار و فدائیت کی اُن کی زندگی میں بھی ہمیشہ تعریف کی اور وفات کے بعد بھی ہمیشہ محبت اور وفا کے جذبات کے ساتھ یاد رکھا۔ اور اکثر حضرت خدیجہ کا ذکر فرماتے رہتے۔ گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھی بھجوانے کی تاکید فرماتے۔ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہوکر اُن کا استقبال کرتے اور خوش ہوکر فرماتے کہ خدیجہ کی بہن ہالہ آئی ہے۔

حضرت عائشہ جو حضرت خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد بیاہ کر آئیں حضرت خدیجہ کا اکثر ذکر آنے پر کہدیتی تھیں کہ یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں اب اِس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ نہیں نہیں، خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب مَیں تنہا تھا۔ وہ اُس وقت میری سِپر بنی جب مَیں بے یار و مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اُس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلا دیا تھا۔ پس کتنا عظیم اور کیسا قدردان تھا یہ شوہر اور کسقدر قابل رشک تھی وہ بیوی جو مَر کر بھی زندہ رہی۔ اَللّٰھمَ صَلِ علیٰ محمدٍ وعَلیٰ ازواجِ محمدٍ وَبارِکْ وَسَلِّمْ۔

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد تین سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تجرد کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن منصب نبوت کے فرائض کی بجا آوری اور تعلیم کتاب و حکمت اور تبلیغِ ہدایت کے لئے جہاں مَرد ساتھیوں کی آپ کو ضرورت تھی۔ وہاں طبقہ نسواں کی تعلیم و تربیت میں آپ کی ممد و معاون بننے کے لئے نہ صرف ایک بیوی کی بلکہ ایک سے زائد بیویوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ انبیاء کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے۔ بلکہ ایک سے زائد شادیاں کرنا ابنیاء علیہم السلام کی سنت معلوم ہوتی ہے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معاملات کا خود اللہ تعالیٰ متکفل ہوچکا تھا۔ اسلئے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہے کہ وہی اس معاملہ میں بھی آپ کی رہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ آپ نے رویا میں دیکھا کہ حضرت جبرئیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور ایک سبز رنگ کا ریشمی رومال پیش کرکے عرض کیا کہ ’’یہ آپ کی بیوی ہے دُنیا اور آخرت میں‘‘ آپ نے رومال کھول کر دیکھا تو اُس پر عائشہ بنت حضرت ابوبکرؓ کی تصویر تھی (بخاری) ابھی آپ نے اس رویاء کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا کہ کچھ عرصہ بعد حضرت خولہ بنت حکیم نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ بہت تنہا اور اداس ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں آخر وہ میرے بچوں کی ماں تھیں اور گھر کی مالکہ۔ اس پر حضرت خولہ نے دوسری شادی کی تحریک کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ چاہیں تو کنواری لڑکی بھی موجود ہے اور بیوہ عورت بھی۔ اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے رشتے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر تم ان دونوں کے متعلق بات کرو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ان ہر دو کے ساتھ چار چار سو درھم پر نکاح شوال 10 ء نبوی میں پڑھا گیا۔ حضرت سودہؓ کا تو ساتھ ہی رخصتانہ عمل میں آگیا لیکن حضرت عائشہ کی عمر ابھی کم تھی اسلئے اُن کا رخصتانہ اُن کی بلوغت کے بعد 03 ہجری میں عمل میں آیا۔

حضرت سودہ جو ایک غمزدہ بیوہ اور معمر خاتون تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا اُن سے شادی کرنا محض ایک ہمدردانہ کاروائی تھی۔ کیونکہ شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ حق زوجیت کی ادائیگی کے بھی قابل نہیں رہیں۔ اور اپنی باری حضرت عائشہ کے حق میں چھوڑتے ہوئے صرف یہی خواہش کی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے حرم میں شامل رہیں صرف یہی اعزاز اُن کے لئے کافی تھا چنانچہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک اُن کے حقوق کی کمال شفقت کے ساتھ ادائیگی فرماتے رہے اور ہر طرح اُن کی دلجوئی فرماتے رہے۔

حضرت سودہؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ بہت سادہ طبیعت کی تھیں۔ ایک دفعہ رات کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبادت کرنے کا شوق ہوا تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز تہجد میں کھڑی ہوگئیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمول کے مطابق لمبی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت سودہ حضور ﷺ کے ساتھ بمشکل ایک رکعت ہی ادا کرسکیں کیونکہ جسم خاصہ بھاری تھا۔ صبح نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نہایت سادگی سے عرض کیا کہ رات مَیں نے آپ کے پیچھے نماز تہجد شروع کی بس ایک رکعت ہی پڑھ سکی۔ باقی تھک ہار کر چھوڑ دی کیونکہ مجھے تو نکسیر پھوٹ پڑنے کا خوف دامنگیر ہوگیا تھا۔

یہ تو تھی ایک معمر بیوہ خاتون کے پاس باری کی کیفیت۔ اب آپ کی سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ کی باری کا حال بھی سن لیجئے۔ حضرت عائشہؓ سے عطاؓء نامی ایک صحابی نے پوچھا۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو۔ اس پر حضرت عائشہ آپ ﷺ کی یاد سے بیتاب ہوکر رو پڑیں اور کہنے لگیں۔ آپ ﷺ کی تو ہر ادا نرالی ہوتی تھی پھر کہا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ہاں باری تھی۔ میرے ساتھ بستر میں لیٹے پھر فرمایا اَے عائشہ! کیا آج کی رات تُو مجھے اجازت دیتی ہے کہ مَیں اپنے ربّ کی عبادت کرلوں۔

اب دیکھیں آٹھویں، نویں دن جب باری پر تشریف لاکر رات بھر خدا کی عبادت کرنے کی اجازت مانگتے ہیں تو اِس وفاشعار بیوی کا کیا جواب ہوتا ہے۔ فرماتی ہیں:۔

’’مَیں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔‘‘

تب آپ اُٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور اسقدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اسطرح بیٹھ گئے کہ آپ کا دایاں ہاتھ آپ کے دائیں رخسار پر تھا۔ آپ نے پھر یادِ الٰہی میں رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ فجر کی ازان ہوگئی۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جہاں خود بھی بے حد عبادت گزار تھے وہاں اپنی ازواج کو بھی عبادت کی تلقین فرماتے رہتے تھے چنانچہ حضرت عائشہؓ ہی کی روائت ہے۔ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اُٹھتے اور جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے کہ تم بھی دو رکعت نفل ادا کرلو اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو بطور خاص خود بھی کمر ہمت کس لیتے اور بیویوں کو بھی اہتمام کے ساتھ عبادت کے لئے جگاتے تھے۔

پس یہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی۔ کیسا عبادت گزار اور دنیا سے بے رغبت شوہر تھا اور کتنی فدائی اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والی تھیں آپ کی یہ ازواجِ مطہرات! اَللّٰھمَ صَلِ علیٰ محمدٍ وعَلیٰ ازواج محمدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

حضرت صفیہ بنت حیٔ یہودی قبائل بنونضیر اور بنو قریظہ کی شہزادی تھیں۔ جنگ خیبر میں ان کے باپ اور بھائی اور خاوند اور کئی رشتہ دار مارے گئے اور کسمپرسی کی حالت میں صفیہؓ قیدی بن کر آئیں۔ صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ یہ شہزادی آپ کے علاوہ کسی کے لئے مناسب نہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کی تکریم کی اور فرمایا کہ تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے۔ اور تم پر کسی قسم کا دباؤ نہیں۔ ہاں اگر اللہ اور رسول کو اختیار کروگی تو اس میں بہر حال تمہارے لئے بھلائی ہے۔ صفیہ نے کہا میں آپ کو سچا سمجھتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا بیشک میں سچا ہوں مگر فیصلے کا اختیار تمہیں حاصل ہے۔ صفیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اور اسلام کو اختیار کرلیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں آزاد کردیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے صفیہؓ کو یہ بھی اختیار دیا کہ چاہیں تو اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائیں یا چاہیں تو آپؐ کے نکاح میں آجائیں۔ حضرت صفیہؓ نے آنحضرت ﷺ کے عقد میں آنا پسند کیا اور اس طرح ان کی منشاء سے آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر قرار دیا۔

حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں ’’میں جب قیدی کی حیثیت سے رسول کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئی تو آپ سے زیادہ ناپسندیدہ انسان میری نظر میں اور کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب آنحضور ﷺ نے ان کو بتایا کہ تمہاری قوم نے مسلمانوں کے ساتھ یہ یہ کیا۔ تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا اور ہم پر حملہ

کرنے میں پہل اسی نے کی تھی جسکی بناء پر مجبوراً تمہاری قوم کے ساتھ جنگ کرنی پڑی۔ ان حقائق کو سن کر حضرت صفیہ کا خیال بدل گیا۔ چنانچہ وہ خود فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے اخلاق کا مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ جب میں اپنی جگہ سے اٹھی تو آپؐ سے زیادہ اور کوئی محبوب اور پسندیدہ شخص میری نگاہ میں نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے جانی دشمن کی بیٹی صفیہ کو بیوی بنا کر اور اپنی شفقتوں اور احسانوں سے جس طرح انہیں اپنا گرویدہ کیا وہ بلاشبہ انقلاب آفریں ہے۔

ازواج کے درمیان بشری اور فطری تقاضا کی بناء پر معمولی نوک جھونک ہوا کرتی تھی۔ ایک بار آنحضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت صفیہ رو رہی تھیں آپ نے وجہ پوچھی تو کہا ’’عائشہ اور زینب کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں کیوں کہ بیوی ہونے کے علاوہ ہم حضور کی قرابت دار بھی ہیں لیکن تم یہودن ہو۔‘‘

آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا ’’اگر عائشہ اور زینب کہتی ہیں کہ ان کا خاندانِ نبوت سے تعلق ہے تو تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے باپ ہارون اور میرے چچا موسیٰ اور میرے شوہر محمد ہیں۔‘‘

ترمذی میں یہ روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’تُو تو ایک نبی کی بیٹی ہے اور تیرا چچا بھی نبی ہے۔ اور تُو ایک نبی کی بیوی ہے۔ اور وہ کس بات پر تم پر فخر کر سکتی ہیں۔‘‘

مدنی دور میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ لیکن محض تربیتی اور قومی ضروریات کے مدنظر آپ کو متعدد شادیاں کرنی پڑیں اور بیک وقت نَو بیویاں بھی آپ کی تربیت اور کفالت میں رہیں مگر کبھی ان کی ذمہ داریوں سے گھبرائے نہیں بلکہ نہایت حسن انتظام اور کمال اعتدال اور عدل وانصاف کے ساتھ سب کے حقوق ادا کئے اور سب کا خیال رکھا۔ آپ نماز عصر کے بعد کبھی سب بیویوں کو اُس بیوی کے گھر میں بُلوا لیتے جہاں آپ کی باری ہوتی تھی۔ اور کبھی خود تمام بیویوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر احوال دریافت فرما لیتے۔

ہر چند کہ آٹھ دن بعد ایک بیوی کی باری آتی تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وشفقت ایسی غالب تھی کہ ہر بیوی کو آپ کی ملاقات پر ناز تھا وہ ہر حال میں رسول خدا کے ساتھ راضی اور خوش رہتی تھی۔ نہ صرف یہ کہ اِن بیویوں میں سے کبھی کسی بیوی نے علیحدگی کا مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ فتوحات اور اموال غنیمت کی کثرت کے دور میں بعض ازواج کی طرف سے بعض دنیوی سہولتوں کے مطالبے کے جواب میں سورۃ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی جسمیں بیویوں کو دنیاوی حسنات اور اپنے حقوق لے کر رسول کریم ﷺ سے علیحدہ ہو جانے کا اختیار دیا گیا اور ارشاد ہوا۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً (الاحزاب 29)

یعنی اے ازواج! اگر تم دنیوی زندگی اور اسکی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تمہیں دنیوی متاع دیکر اپنے سے جدا کر کے رخصت کر دوں۔ اس حکم کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے باری باری سب بیویوں سے اُن کی مرضی پوچھی کہ وہ آپ کے ساتھ فقر وغربت میں گزارہ کرنے پر راضی ہیں۔ یا دنیاوی مال ومتاع لے کر جدا ہو جانا چاہتی ہیں تو بلا استثناء ہر ایک بیوی نے ہر حال میں رسول خدا کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ حتی کہ حضرت عائشہ کی نوعمری کے سبب آنحضرت ﷺ نے احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے اُنہیں اپنے والدین سے مشورہ کر کے فیصلہ کرنے کا مشورہ دیا تو بے ساختہ اُس نوعمر لیکن نہایت زیرک اور وفا شعار بیوی حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ یارسول اللہ مَیں کس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں۔ کیا خدا کے رسول سے جدائی اختیار کرنے کے بارے میں صلاح مشورہ کروں گی؟

سامعین کرام! یہ اُن ازواج مطہرات کا جواب تھا جن کو آنحضرت صلعم کی طرف سے دو وقت کی روٹی پورے طور پر میسر نہ تھی خود حضرت عائشہ بیان کرتی کہ ہیں ہم پر ایک چاند کے بعد دوسرا چاند طلوع ہو جاتا لیکن گھر میں چولھا تک نہ جل سکتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ پھر کس طرح گزارا ہوا کرتا۔ فرماتی تھیں کہ کبھی کہیں سے کھجوریں تحفے میں آگئیں اور کبھی بکریوں والے دودھ تحفۃً بھجوا دیتے بس پانی اور کھجوروں پر گزارا ہو جاتا تھا۔ پس ان نیک اور وفا شعار بیویوں کا اخلاص اور وفا دنیاوی آرام و آسائشوں کے مدنظر نہ تھا بلکہ وہ تو آپ کے مُنہ کی بھوکی تھیں۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کی گرویدہ تھیں۔ آپ کے حسن سلوک اور رافت ورحمت کی مرہون تھیں۔ کسی نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلعم گھر میں کیا کرتے ہیں فرماتی تھیں یکون فی محنۃ اھلہ جتنا وقت آپ گھر پر ہوتے ہیں گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپ مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نیز فرمایا کرتی تھیں آپ عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے بکری خود دوہ لیتے۔ جوتوں اور گھر کے ڈول کی مرمت کر لیتے تھے۔ رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود نکال کر استعمال فرما لیتے۔

سر ولیم میور نے آنحضرت صلی اللہ علیم وسلم کی سیرت کے بیان میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ’’آپ کی زندگی پر آپ کی خاندانی سادگی غالب تھی آپ کو ہر کام خود کرنے کی عادت تھی۔ جب بھی آپ صدقہ دیتے تو سوالی کو اپنے ہاتھ سے دیتے گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے‘‘

ازواج مطہرات کے درمیان عدل وانصاف اور سب کے یکساں رنگ میں حقوق کی نگہداشت میں بھی آپ کا نمونہ قابل رشک اور قابل تقلید تھا۔ یوں تو آپ انسانیت کے ہر شعبہ حیات میں خُلق عظیم کا نمونہ تھے لیکن کبھی اپنے کسی وصف کا اپنے مُنہ سے اس طرح اظہار نہ فرمایا جسطرح عائلی زندگی کے متعلق برملا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔

سنو! تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہے اور یہ بھی سُن رکھو کہ مَیں اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ آپ اپنی تمام بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں سرِ مو فرق نہ آنے دیتے۔ حتی کہ جنگوں میں جاتے ہوئے بھی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرماتے اور جس کا قرعہ نکلتا اُس کو ہمراہ لے جاتے۔ اور بالعموم سب بیویوں کی دلداری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے مگر حضرت عائشہ کم سنی کے علاوہ اپنی زیرکی ذہانت اور مزاج شناس ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی شفقت کا خاص مورد ہوتی تھیں۔ بعض دفعہ دیگر ازواج اس امر کا اظہار کرتیں تو فرماتے مَیں کیا کروں بیویوں میں سے صرف عائشہ ہی ہے جن کے لحاف میں بھی مجھے وحی ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ جبرئیل آتے تو آنحضور ﷺ فرماتے عائشہ جبرئیل آئے ہیں تمہیں سلام عرض کرتے ہیں حضرت عائشہ عرض کرتیں یارسول اللہ! مجھے تو نظر نہیں آتے آپ بھی میری طرف سے وعلیکم السلام فرما دیں۔

تو دیکھیں اگر حضرت عائشہ کے ساتھ کچھ زیادہ انس محبت کا اظہار ہوتا ہے تو اُسمیں بھی کسقدر پاکیزگی اور روحانیت کا اثر نمایاں ہے۔ اسکے باوجود خدا ترسی کا یہ عالم ہے کہ اتنے مخلصانہ عدل اور منصفانہ تقسیم کے باوجود آپ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ انسانی حد تک جو برابر منصفانہ تقسیم ہو سکتی تھی وہ تو مَیں کرتا ہوں پر میرے مولیٰ اب دل پر تو میرا اختیار نہیں اگر قلبی میلان کسی خوبی اور جوہر قابل کی طرف ہے تو تو مجھے معاف فرما!

سامعین کرام آنحضرت ﷺ کی اپنی ازواج مطہرات سے حسن سلوک اور دلداریوں اور ناز برداریوں کو اُس زمانے کے پس منظر میں دیکھیں جب عربوں میں عورت کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ بلکہ مرد انہیں جوتیوں کی طرح استعمال کرتے تھے کہ ایک نا پسند ہوئی تو دوسری بدل لی۔ حتیٰ کہ بچی کی پیدائش کو بھی منحوس سمجھا جاتا تھا اور بعض شقی القلب بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عورتوں کو ادنیٰ اور بیوقوف سمجھ کر ان کی بات کو توجہ سے سننا یا ان سے مشورہ کرنا مَردوں کی ہتک سمجھی جاتی تھی۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اس صنف نازک اس طبقہ نسواں کو جس عزت اور شرف کے مقام پر بٹھایا اس کی نظیر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی جبکہ ہر طرف عورتوں کی آزادی اور مساوات کے نعرے لگائے جارہے ہیں ملنی مشکل ہے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی ان کمال ذرہ نوازیوں کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کی تمام بیویاں آپؐ پر جان چھڑکتی تھیں۔ زمانہ قربِ وفات میں جب آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا کہ ’’تم میں سے لمبے ہاتھوں والی مجھے سب سے پہلے دوسرے جہان میں آملے گی۔‘‘ تو بیویوں کی محبت کا یہ عالم تھا کہ باہم ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے کہ وہ کون خوش نصیب بیوی ہے جو اس دار فانی سے کوچ کر کے اُس دائمی گھر میں اپنے آقا کے قدموں میں سب سے پہلے پہنچتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب سب سے پہلے حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی تو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں والی سے مراد زیادہ سخاوت کرنے والی تھی۔

بہرحال ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کے حسن و احسان کے ان جلوؤں نے ہی آپ کی عائلی زندگی کو جنت نظیر بنا دیا تھا۔ تبھی تو دوسرے جہان کی جنت کے لئے بھی آپ کی بیویاں آپ سے ملنے کے لئے اتنی بے قرار نظر آتی تھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو؟

(ملفوظات جلد اوّل ۴۰۳)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم ۳۹۴)

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم پورے طور پر اپنی عائلی زندگیوں کو رسول کریم ﷺ کے پاک نمونوں اور آپ ﷺ کے خُلق عظیم کے رنگ میں رنگیں کرنے والے ہوں اور وہ پاکیزہ معاشرہ استوار کریں جس کے قیام کے لئے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔

يَا رَبِّ صَلِّ عَلىٰ نَبِيِّكَ دَائِماً
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

❀❀❀

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2012

ختم نبوت اور جماعت احمدیہ

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ ایڈیٹر بدر

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝

(الاحزاب:۴۱)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدام ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

محترم صدر جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے سماعت فرمالیا ہے کہ خاکسار کی تقریر کا عنوان ''جماعت احمدیہ اور ختم نبوت'' ہے۔ خاکسار نے ابھی سورۃ احزاب آیت 41 کی تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہے۔

نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں نہ ہونگے لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء، امام الاتقیاء، سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو خاتم النبیین کے عظیم مقام ومرتبہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نفس نبوت و رسالت میں آپ ﷺ بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے فرد ہیں لیکن اس بارہ میں کسی کو انکار نہیں کہ آپ ﷺ سردار انبیا ہیں۔ لفظ ''خاتم النبیین'' اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے جملہ صفات، و اعزازات اور اقدار آپ میں جمع ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں۔ اس لئے اُمت کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ یہ مقام سوائے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوا اور قیامت تک کوئی فرد بشر اس مقام عالی تک حقیقی طور پر نہیں پہنچ سکتا اور ہم ببانگ دھل کہہ سکتے ہیں کہ مقام لولاک اور تخلیق کائنات کی علت غائی مقام خاتم النبیین ہی ہے۔

اسی طرف مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ۔

(مسند احمد بن حنبل زیر عنوان حدیث العرباض بن ساریۃ جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

یعنی: میں اُس وقت سے اللہ تعالیٰ کی لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین قرار پایا ہوں جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔

گویا یہی مقام خالق ازلی ابدی کی نظر میں تخلیق کائنات کی علت غائی اور مقصود آفرینش تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الاراء کتاب ''سرمہ چشمہ آریہ'' صفحہ 268 میں اسی نقطہ وسطی کا نام ''**حقیقت محمدیہ**'' تعبیر فرمایا ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع واصل ہے۔

سیدنا ومولانا آنحضرت ﷺ کے اس عالی مقام خاتم النبیین کے مدنظر انبیاء سابقین اور دیگر مذاہب کی سماوی کتب نے قبل ازیں خبریں دیں تھی چنانچہ بائبل نے آپ ﷺ کے لئے فرمایا کہ ''**بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا وند**''(مکاشفہ باب 19 آیت 11) اس طرح سرزمین ہند سے ویدوں نے یہ نعرہ بلند کیا

اِدَمْ جَنَا اُپْشْرُوط نَرَا شَنْشَمْ سَتَاوِشْیتے
شَشْٹی سَهَسْرَ اَنَوَتِمْ چَا کَورَمْ آرُشَمِیْشُوا دَدْمَهے

(اتھرو وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منترا۱)

یعنی: اے انسانو! اور اے کورم! نراشنس یعنی تعریف کئے گئے (محمدؐ) کے بارہ میں یہ بات سنو کہ ہم ساٹھ ہزار بہادر اُن کو دیتے ہیں۔

سامعین! قرآن مجید میں لفظ ''خاتم النبیین'' آنحضرتؐ کے لئے بطور مدح وصف بیان ہوا ہے۔ یہ ایسا عظیم اعزاز ہے جہاں بعد خدا تمام تر توجہ آپ کی ذات اقدس پر ٹھہر جاتی ہے کیونکہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا حقیقی عرفان آپ کی ذات مبارک سے حاصل ہوا۔ آپ کا وجود محسن انسانیت تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے مظہر کامل بن کر آئے، جس نے آپ کو پہچانا وہی اللہ تعالیٰ کو پہچان سکا۔ آپ کے ظل کامل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اہل دنیا کو آپ ﷺ کی معرفت و پہچان کے زیور سے آگاہ فرمایا۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ کی حقیقی پہچان پردہ اخفا میں رہتی اور اگر بانئ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کا آنا مقدر نہ ہوتا تو دنیا خاتم النبیین کی حقیقی پہچان وادراک سے محروم رہتی۔

چنانچہ تحریک احمدیت کے قیام کا مقصد خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی شانِ خاتمیت کا اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ دنیا میں پھر سے اظہار کرنا ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنی بعثت کی غرض و غایت تحریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''**ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی نبوت قائم کی جائے۔ جو ابد الاباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کردیا جائے.... غرض خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کرے۔**''

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ ۹۱۔۹۲ ایڈیشن ۲۰۰۳)

خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں مختلف پہلوؤں سے آیت خاتم النبیین کی نہایت پر معارف، وجد آفریں، روح پرور تفہیم بحیثیت ''حکم وعدل'' بیان فرمائی ہے۔ جس سے نہ صرف آنحضرت ﷺ کے منصب خاتمیت، آپ ﷺ کی زبردست قوت قدسی، عالمگیر فیضان اور بے مثال برکات وتاثیرات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس معرکۃ الآراء آیت کے بے شمار اسرار ورموز کا بھی علم ہوتا ہے۔

سامعین!! جماعت احمدیہ کے معاندین بانئ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر جو بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دل آزار اور دُکھ دینے والا الزام یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالك بانئ جماعت احمدیہ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتی اور آیت خاتم النبیین کی منکر ہے حالانکہ دوسرے بے سروپا الزامات کی طرح یہ الزام بھی سراسر بے بنیاد اور جھوٹا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ آپ سب سے زیادہ گہرائی کے ساتھ ہر پہلو سے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

''**مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیا کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟۔**''

(ملفوظات جلد اول صفحہ:328)

جب مخالفین جماعت کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات پیش کی جاتی ہیں تو وہ یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اقرار محض لفظی ہے ورنہ عملاً مرزا صاحب نے ایک قسم کی نئی نبوت کا راستہ کھولا ہے اور آپ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے منکِر ہیں۔ اور ''امتی نبی'' اور ''ظلی نبی'' کی اصطلاحیں بنا کر نبوت جاری رکھنے کی نئی کھڑکیاں کھولی ہیں جبکہ پہلے بزرگانِ اسلام نبوت کو مطلقاً بند مانتے تھے اور کسی قسم کی نبوت کے جاری رہنے کی قائل نہ تھے۔ یہ الزام بھی محض جھوٹا اور بے بنیاد ہے اور حقیقت سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں۔

سامعین قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اس برگزیدہ بندے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت امور غیبیہ پر مطلع کیا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نبوت کی تین قسمیں ہیں۔

اوّل: تشریعی نبوت:

یعنی جس کے ساتھ نئی شریعت اور نئے احکام ہوں۔

دوم: غیر تشریعی مستقل نبوت:

یعنی وہ نبوت جو شریعت کے بغیر ہوتی ہے مگر براہ راست خدا سے ملتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں آنے والے نبیوں کی نبوت تھی۔ ان کی نبوت میں موسیٰ کی فیض رسانی کا کوئی دخل نہ تھا بلکہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے براہ راست نبوت کے احکام پائے تھے۔

سوم غیر تشریعی ظلیّ نبوت:

یہ نبوت نہ تو نئی شریعت پر مشتمل ہوتی ہے اور نہ ہی خدا سے براہ راست ملتی ہے بلکہ یہ محض اتباع نبوی سے مشروط ہے۔ نبوت کی یہ قسم جس کو ''ظلی نبوت'' بھی کہتے ہیں اور جس کا حامل اُمتی نبی کہلاتا ہے، ہمارے آقائے نامدار خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ظہور میں آئی کیونکہ آپ سے پہلے نہ کسی کو خاتم النبیین کا منصب عالی ملا تھا اور نہ ہی کسی کے دین کو ایسا کمال حاصل ہوا کہ اس کی پیروی کمالات نبوت بخشتی سکتی ہو۔

یاد رہے کہ جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کے بعد دو قسم کی نبوتوں کو بند مانتی ہے۔ ایک تشریعی نبوت اور دوسرے غیر تشریعی مستقل نبوت۔ تشریعی نبوت کا بند ماننا آیت کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ:۴) اور آیت کریمہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (اَلْحِجر:۱۰) سے ظاہر ہے۔ دوسری قسم کی نبوت جسے ہم بند مانتے ہیں وہ غیر تشریعی مستقل نبوت ہے

اوراس کا بند ماننا آیت کریمہ

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ؁ (النساء:٧٠) سے ثابت ہے اس کا ترجمہ اس طرح ہے۔''اور جو بھی اللہ کی اوراس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں، کے اقتضاء سے ہے۔

حضرات! اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی اطاعت کی شرط پیش کرکے اس امر کو واضح کردیا گیا ہے کہ اب اس شخص کو ہی نبوت کا انعام حاصل ہوسکتا ہے۔ جو آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو۔ یوں مستقل نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا۔

تیسری قسم کی نبوت جو غیر تشریعی غیر مستقل نبوت ہے اسے جماعت احمدیہ بند نہیں مانتی کیونکہ قرآن مجید نے اس نبوت کے آنحضرت ﷺ کی اتباع اور پیروی میں جاری رہنے کا اعلان سورۃ فاتحہ میں کیا ہے اور اُمت کو ان الفاظ میں دعا سکھائی ہے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ

یعنی: اے ہمارے خدا تو ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے وہ راستہ جو تیری طرف سے انعام پانے والوں کا راستہ ہے۔ اس دعا کی تشریح سورۃ النسا آیت 70 وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ میں بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیت آل عمران :82 اور الحج :76 میں ظلی نبوت کے اجراء کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ہی سورۃ الحدید آیت نمبر 20 میں دیگر انبیاء کی پیروی سے مقام صدیقیت، صالحیت اور شہادت کے انعامات کا ذکر موجود ہے جبکہ سورۃ النساء آیت 70 وضاحت سے بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی کامل پیروی سے ظلی نبوت کا انعام آپ کے کامل پیروکار کے لئے مقدر ہے۔

چنانچہ انہی معنوں کے طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں۔

''اللہ جلہ شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 100 حاشیہ)

سامعین! نبوت کی پہلی قسم یعنی نبوتِ شریعت کے متعلق ہمارا اور ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد یہ قطعی بند ہے۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا جو دین اسلام کو منسوخ کرے لیکن دوسری اور تیسری قسم کی نبوت کے متعلق اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک دوسری قسم کی نبوت جاری ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ آئندہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے والے ہیں جو غیر تشریعی نبی ہونگے لیکن جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ ایسی غیر تشریعی نبوت بھی جو آنحضرت ﷺ کے وسیلہ اور طفیل سے نہ ملی ہو اسی طرح بند ہے جس طرح تشریعی نبوت۔ ہاں تیسری قسم کی نبوت جس میں دوشرطیں ہوں (اول) وہ بغیر شریعت کے ہو (دوم) وہ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں آپ کی اطاعت، آپ کے وسیلہ و طفیل سے ہو، امت میں جاری ہے۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ایک طرف ہمارے غیر احمدی بھائی یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی، اب کوئی نبی نہیں آسکتا کرتے ہیں دوسری طرف مستقل نبی حضرت حضرت عیسیٰ کی آمد کے قائل ہیں جن کی نبوت حضور ﷺ کے وسیلہ سے نہیں بلکہ براہ راست ہے اور باوجود اس باطل عقیدہ کے ہمارے مخالفین یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ ہم **نعوذ باللہ من ذالك** آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کاش وہ خدا ترسی کے ساتھ غور کرتے کہ ختم نبوت کا انکار کس نے کیا۔؟ کیا وہ غور و فکر نہیں کرتے کہ بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی نبوت کے متعلق یہ اعلان فرماتے ہیں:

''یہ الزام جو مجھ پر لگایا جاتا ہے کہ گویں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت ﷺ کی اقتدا اور متابعت سے باہر ہوجاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔''

(حضرت مرزا صاحب کا آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام لاہور 26 مئی 1908)

سامعین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی علوم سے فیضیاب ہوکر آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کی جو وجد آفرین تفسیر بیان کی ہے اس کی تائید و تصدیق قرآن مجید، احادیث نبوی ﷺ اور صلحائے اُمت کے اقوال سے ہوتی ہے۔ آیئے خاتَم کے معنی پر غور کریں۔

حضور ﷺ خاتَم ہیں۔ ان معنوں کی رو سے کے آپ کی شریعت آخری ہے جو قیامت تک منسوخ نہیں ہوسکتی مگر غیر تشریعی، تابع محمدی، اُمتی نبی کا امکان ختم نہیں ہوا۔ جو آپ کی وساطت اور آپ کے فیض سے جاری ہو۔ حضرت بانئ جماعت احمدیہ علیہ السلام ان معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ شرف مجھے صرف آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام بڑے پہاڑوں کے برابر بھی میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ کا نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اس بنا پر میں پہلے اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔''

(تجلیات الٰہیہ صفحہ 24)

انہیں معنوں کی تائید دنیائے اسلام کے مشہور معروف امام حضرت عبد الوہاب شعرانی، پیشوائے طریقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربی، حضرت امام جعفر صادق اور مجدد الف ثانی حضرت شیخ فاروق سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وتحریرات سے ہوتی ہے۔

سامعین! خاتَم کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ بلحاظ رفعت شان اور بلحاظ علو مرتبت آخری ہیں نہ کہ محض بلحاظ زمانہ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیۡرُ الۡوَرٰی
رِیۡقُ الۡکِرَامِ وَ نُخۡبَۃُ الۡاَعۡیَانِ
تَمَّتۡ عَلَیۡہِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّۃٍ
خُتِمَتۡ بِہٖ نَعۡمَاءُ کُلِّ زَمَانِ
ھُوَ خَیۡرُ کُلِّ مُقَرَّبٍ مُّتَقَدِّمٍ
وَالۡفَضۡلُ بِالۡخَیۡرَاتِ لَا بِزَمَانِ

یعنی: بے شک محمد ﷺ بہتر مخلوق ہیں اور صاحب کرم وعطاء اور شرفا لوگوں کی روح اور ان کی قوت اور چیدہ اعیان ہیں۔

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ میں علی وجہ اتم موجود ہیں۔ ہر زمانہ کی نعمت آپ کی ذات پر ختم ہے۔

آپ ہر پہلے مقرب سے افضل ہیں اور فضیلت کارہائے خیر پر موقوف ہے نہ کہ زمانہ پر۔

یہی بات مفکر اسلام بانئ دار العلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی۔ آپ فرماتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔'' (تحذیر الناس صفحہ 3)

خاتَم کے تیسرے معنی زینت کے ہیں یعنی زمرہ انبیا کی رونق آپ کے دم قدم سے ہے۔ اور آپ جانِ محفل انبیاء ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اس اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔'' (سراج منیر)

سامعین! خاتَم بمعنی مصدق ومحافظ وکسوٹی بھی ہیں یعنی آپ کی مہر تصدیق سے انبیا اور ان کی تعلیمات کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء و امام الاصفیا ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور وہ درود بھیج جو ابتدا سے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح ابن مریم اور ملاکی اور یحیٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی کی ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔''

(اتمام الحجہ صفحہ 28)

خاتَم کے ایک پانچویں معنی یہ ہیں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ پر ختم ہو گئے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ بفضل وتوفیق باری تعالی اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ

تمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان نجات کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ 69)

حضرات! نبوت رحمتِ خداوندی اور انعام الٰہی ہے جو ازلی ابدی ہے کسی مائی کے لال میں یہ دم نہیں کہ وہ نبوت کے دروازہ کو آخری کامل مذہب اسلام کے بعد کھول سکے جس دروازہ کو اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہواُسے کوئی انسان کیسے کھول سکتا ہے؟ لیکن یہ بھی ایک ابدی صداقت ہے کہ جس دروازہ کو اللہ تعالیٰ اور محبوب سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ نے کھولا ہواُسے کوئی نام نہاد مولوی یا نام نہاد تحفظ ختم نبوت بند نہیں کرسکتی۔ نبوت کا فیض دائمی جاری ہے۔

ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے
فیضان خدا وند بھی ہوتے ہیں کبھی بند ؟
’’مغضوب‘‘ کی ’’ضالین‘‘ کی آمد ہے مسلسل
’’انعمت علیہم‘‘ کی ہوئی کب سے لڑی بند ؟

سامعین کرام! ہمارے مخالفین غیر احمدی احادیث سے نبوت کا سلسلہ بند ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور اپنی تائید میں حدیث ’’لَا نَبِیّ بَعْدِی ‘‘ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ’’اِنِّی آخِرُ الْاَنْبِیَا‘‘ یعنی میں آخری نبی ہوں وغیرہ پیش کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبور کا دروازہ کلی طور پر بند ہو چکا ہے حالانکہ ان احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا ہرگز درست نہیں ہے بلکہ ان حدیثوں سے صرف یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ شریعت والی نبوت اور مستقل نبوت تو بے شک حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد ختم ہو چکی ہے لیکن ظلی نبوت جو محمدی نبوت کا پرتو اور عکس ہے گویا اسی کا حصہ ہے، ہرگز بند نہیں ہوئی۔ ’’لَا نَبِیّ بَعْدِی‘‘ کے لفظی معنی بے شک یہی ہیں کہ ’’میرے بعد کوئی نبی نہیں‘ لیکن اس جگہ عام نفی مراد نہیں ہے۔ بلکہ محدود نفی مراد ہے جسے قواعد عربی میں نفی جنس کہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال دوسری حدیث میں موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ (بخاری کتاب الایمان) یعنی: جب موجودہ قیصر شہنشاہ روم مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب موجودہ کسیر شہنشاہ ایران مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

اب حدیث میں قیصر و کسریٰ کے لفظ بالکل مطلق اور عام ہیں اور ان کے ساتھ کوئی شرط یا قید نہیں ہے مگر اس کے باوجود اس جگہ خاص قیصر اور خاص کسریٰ مراد ہیں نہ کہ عام۔ بعینہ ’’لا نبی بعدی‘‘ سے آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی اور مستقل نبی نہیں ہوگا نہ کہ مطلقاً کوئی نبی ہی نہیں ہوگا۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ میں اس کی تشریح فرمائی۔

قُوْلُو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوا لَا نَبِیَ بَعْدَهٗ‘‘

(درمنثور فی التفسیر الماثور، جلد ۵ صفحہ ۳۸۶)

یعنی (رسول کریم) ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

خاتَم کے معنے ’’آخری‘‘ نہ آیت قرآنی کے سیاق وسباق سے درست ہیں اور نہ محاورہ عرب کے لحاظ سے۔ کوئی عربی لغت والا خاتم (بفتح تا) کے معنے ہرگز آخری نہیں کرتا۔ محاورہ کے لحاظ سے خاتم کے معنے ہیں کمالات کے لحاظ سے بے مثال ہونا۔ اور یہی معنی اُردو زبان میں بھی رائج ہیں۔ مشہور شاعر حسرت موہانی نے ایک جگہ لکھا کہ

اُس نازنیں پہ ختم ہیں سب شیوہ ہائے ناز
جس کو بنا کے خود بھی ہے نازاں خدائے ناز

سامعین! قرآن مجید نے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○ (بنی اسرائیل :۸۲) یعنی اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

اس اصول کی عظیم مثال فخر موجودات خَاتم النبیین آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ آپ نے عقیدہ توحید کا اعلان فرمایا۔ باوجود قریش مکہ کی لاکھوں کوششوں کے یہ عقیدہ تمام باطل عقیدوں پر غالب آیا اور آج ایک بچہ بھی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ دوسری مثال خاتم النبیین ﷺ کے عاشق صادق سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ہے۔ آج سے ایک صدی قبل وفات مسیح جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں میں مناظرہ کا بنیادی موضوع ہوا کرتا تھا لیکن آج یہ امر ایک مسلم حقیقت بن چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب اس بارے میں عالم اسلام کی ایک دو نہیں سینکڑوں گواہیاں موجود ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ختم نبوت کے متعلق حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جو آسمانی فکر انگیز، وجد آفریں تفسیر بیان فرمائی ہے، دنیا اُسے ماننے کیلئے مجبور ہے۔ کیونکہ یہی حق ہے اور عنقریب قلب سلیم رکھنے والے علما اس بات کی گواہی دیں گے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے پیش کردہ نظریہ ختم نبوت سے ہی آنحضرت ﷺ کی حقیقی شان ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ چند ایک گواہیاں پیش خدمت ہیں۔

عہد حاضر کے مشہور عالم دین مولانا عبد الماجد دریا آبادی صاحب تحریر کرتے ہیں:

’’جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصانیف گزری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی ہے بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے تھے تو اس معنے میں جس میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کی منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو حضرت مرزا صاحب مرحوم بانیٔ سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔ ان کی تحریروں سے تو محض اتنا ہی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ توحید اور رسالت کے پوری طرح قائل ہیں، قرآن پر حرفاً حرفاً ایمان رکھتے ہیں۔۔۔ بلکہ سرور کونین ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ محبت و شیفتگی بھی ٹپکتی ہے۔‘‘

(بحوالہ الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۲۵ صفحہ ۷)

اسی طرح ایک اور عالم دین علامہ فتح نیاز پوری صاحب نے تحریر کیا۔ ’’اگر مولوی صاحبان کے نزدیک حضرت نبی اللہ مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا تو قادیانی بھی اپنے مسیح موعود کو مان کر ختم نبوت کے منکِر قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ اگر قادیانی اس لئے ختم نبوت کے منکِر ہیں کہ انہوں نے مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے تو پھر مولوی صاحبان کو بھی ختم نبوت کا منکِر قرار دینا پڑے گا۔ اور پھر تکفیر کی توپ بھی سب پر ہی داغی جائے گی۔‘‘

’’دونوں ہی مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں، دونوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم المرسلین کے بعد مسیح موعود نبی ہو کر آئیں گے اب یا تو دونوں ختم نبوت کے منکِر ہیں یا دونوں ہی اس الزام سے بری ہیں۔ مرکزی نقطہ مسیح موعود کی نبوت ہے اور اس پر دونوں ہی کا اتفاق ہے۔‘‘

(نگار لکھنؤ ۵ نومبر ۱۹۶۵ صفحہ ۶۔۷)

سامعین! ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات و خطابات میں تمام عالم اسلام کو بار بار متوجہ کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کو پورے صدق معرفت اور یقین سے خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے۔ لیکن نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیداروں نے جھوٹے بیانات اور شور وغوغہ و پروپیگنڈہ کے ذریعہ عوام الناس کو ورغلایا ہے کہ جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کی منکر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ، اور کئی گُنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپ کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے۔ اور یہ یقین ہمارے دلوں میں، ہماری روحوں میں زمانے کے امام اور مہدی دوران اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے پیدا فرمایا ہے۔ ہمیں اپنے آقا و سید سے عشق و محبت کے وہ اسلوب سکھائے ہیں جن تک دوسرا کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اپنے عمل سے، اپنے قول سے اس عشق و محبت کے وہ نمونے اس عاشقِ صادق نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں جس نے ہمارے ایمانوں کو بھی جِلا بخشی ہے۔‘‘

’’پس کون ہے جو ہم سے عشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم چھین سکے۔ خدا کی قسم! ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو ہم اُسے خوشی سے قبول کر لیں گے لیکن اپنے آقا حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ پر درود وسلام کے اس ادراک سے ایک انچ کا ہزارواں حصہ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔‘‘

(بحوالہ خطاب حضور انور جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے کہ آج جماعت احمدیہ ہی ساری دنیا میں آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کی حقیقت بیان کرے۔ اور اس کیلئے تمام احمدی اپنی جان مال وقت وعزت کو قربان کرنے کیلئے ہر دم تیار ہیں۔ نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیدار جس قدر چاہے زور لگا لیں اب آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا حقیقی اظہار جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مخالفین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’اب خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختمِ نبوت جماعت احمدیہ کے ذریعے واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم گزشتہ 123 برس سے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

لیکن اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج میں واضح طور پر اور تحدّی

(باقی صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمان افروز رؤیا وکشوف پر مشتمل روایات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 دسمبر 2012 بمقام جرمنی

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

اس وقت میں نے آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات جو ان کی رؤیا وکشوف کے بارے میں ہیں وہ لی ہیں۔ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز رؤیا وکشوف بیان کئے جس کے نتیجہ میں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق ملی۔

حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سلسلہ میں حضرت محمد فضل صاحبؓ کی روایت بیان فرمائی ۔ اسی طرح حضرت نظام الدین صاحبؓ جنہوں نے 1890 میں بیعت کی ۔ نیز حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر بیعت 1901ء۔ حضرت میاں عبد الرشید صاحبؓ بیعت 1897ء۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیعت 1903ء۔ حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحب بیعت 1898ء۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیعت 1897ء۔ حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ بیعت بیعت 1905ء۔ حضرت مہر غلام حسن صاحب بیعت 1898ء۔ حضرت شیخ عطا محمد صاحب سابق پٹواری ۔ حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ بیعت 1891ء ۔ حضرت حکیم عبد الصمد صاحبؓ بیعت 1905ء کے ایمان افروز رؤیا وکشوف اور اس کے نتیجہ میں بیعت کے ایمان افروز وقعات بیان فرمائے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان کرتے ہیں (بیعت 1897 بذریعہ خط کی تھی اور دو سال بعد زیارت ہوئی تھی) مولوی امام الدین صاحب 1897ء میں مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ قادیان جاچکے تھے مگر مخالفانہ خیالات لیکر آئے تھے ۔ حضور پُرنُور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی امام الدین صاحب نے نہ صرف یہ کہ بیعت نہیں کی بلکہ مخالفت میں بھی بڑھ گئے۔ مگر مجھے جب بار بار خوابیں آئیں اور مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان آئے ہیں تو ان پر بھی اثر ہوا (یعنی مولوی امام الدین صاحب پر اثر ہوا) پھر ہم دونوں نے 1899ء میں جاکر بیعت کی۔ جب ہم مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو مولوی صاحب سیڑھیوں پر آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ میں نے یہ بات سُنی ہوئی تھی کہ بزرگوں کو خالی ہاتھ نہیں ملنا چاہئے۔ میں نے پیچھے سیڑھیوں پر کھڑے ہوکر ایک روپیہ نکالا ۔ مولوی صاحب حضرت صاحب سے ملے ۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ جولڑکا آپ کے پیچھے ہے اس کو بلاؤ۔ میں جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام کی بزرگ شان کا تصور کرکے میری چیخیں نکل گئیں۔ حضرت صاحب میری پیٹھ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور تسلی دیتے مگر میں روتا ہی جاتا تھا۔

حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجر (بیعت 1891ء) بیان کرتے ہیں کہ روہتاس میں ہم اپنے بھائی منشی گلاب الدین صاحب سے کتابیں سنا کرتے تھے۔ مرثیہ اور دیگر نظمیں وغیرہ۔ ہم غالی شیعہ تھے ماتم وغیرہ کیا کرتے تھے۔ مرآۃُ العاشقین وغیرہ پڑھتے تھے۔ منشی گلاب الدین ہمیں بعض وقت فقراء امام غزالی اور شیخ عطّار وغیرہ کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے کہ اگر سراج السّالکین مصنّفہ امام غزالی جیسی تحریریں لکھنے والا آج پیدا ہوجائے تو چاہے ہمیں سو دو سو چار سو میل پیدل جانا پڑے ہم ضرور جائیں گے۔ اتفاقاً قادیان سے توضیح مرام ، فتح اسلام دونوں رسالے وہاں پہنچ گئے ۔ یہ اشتہار بابا کتب دین صاحب آف مالیر کوٹلہ لائے تھے۔ اُن کو ایک خواب آیا تھا کہ میں سیالکوٹ گیا ہوں اور وہاں حضرت صاحب سے ملا ہوں۔ چنانچہ اُس نے واقعی جانے کا عزم کرلیا۔ اور جس طرح خواب میں لباس اور حضور کا نکلنا دیکھا تھا ویسا ہی پایا اور یہ کتابیں ساتھ لایا۔ آخر منشی گلاب الدین صاحب سے ملا اور کتابیں دیکر کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کے پاس جانا ہے۔ آپ ایک دو روز میں یہ کتابیں دیکھ لیں۔ وہ رسالے منشی صاحب نے ہمیں پڑھ کر سُنائے اور کہا کہ یہ تحریریں شیخ عطّار اور امام غزالی وغیرہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ اُن دنوں بیعت کا حضور نے اشتہار دیا تھا ۔ خاکسار (یعنی راوی حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ مہاجر۔ ناقل) اور منشی گلاب الدین صاحب اور میا اللہ دِتّہ صاحب تینوں نے اُسی وقت بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہ غالباً 1891ء کی بات ہے۔ جب وہ رسالے سنا چکے تو میں نے کہا کہ تمہارا وعدہ تھا کہ اگر اس قسم کا آدمی ملے تو چاہے چار سو میل جانا پڑے ہم جائیں گے اب بیعت ہم کر چکے ہیں اور جلسہ 1892 کا بہت قریب ہے۔ اشتہار شائع ہو چکا ہے چلو زیارت بھی کرآئیں اور جلسہ بھی دیکھ آئیں۔ چنانچہ ہم تینوں نے عزم کرلیا۔ میں ایک جگہ پانچ چھ میل کے فاصلے پر دوکان کیا کرتا تھا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ پرسوں چلیں گے۔ لیکن وہ لوگ میرے آنے سے پہلے چل پڑے۔ میں جہلم سے سوار ہوگیا۔ کریالہ میں ہم تینوں اکٹھے ہوگئے۔ اگلے دن لاہور پہنچے۔ کسی نانبائی کی دوکان سے روٹی کھائی۔ شام کو سٹیشن پر آکر بٹالے کا ٹکٹ حاصل کیا۔ رات گیارہ بجے بٹالہ پہنچے اور شہر کی ایک مسجد میں رات کو آرام کیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ مسجد مولوی محمد حسین بٹالی کی تھی۔ جب صبح نماز پڑھ کر بیٹھ گئے تو مولوی محمد حسین صاحب پوچھنے لگے کہ مہماں کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے منشی گلاب الدین صاحب سے کہا کہ آپ تعلیم یافتہ ہیں اور یہ مولوی معلوم ہوتے ہیں آپ ہی بات کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے کہا ہم روہتاس ضلع جہلم سے آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مہمان سمجھ کر گنّے کے رس کی کھیر کھلائی۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے؟ منشی صاحب نے کہا قادیان۔ مولوی صاحب کہنے لگے کیا کام ہے؟ منشی صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اور جلسے کا بھی اعلان کیا ہے۔ مولوی محمد حسین نے ہم سے کہا تمہاری عقل ماری ہوئی ہے اگر مرزا اچھا ہوتا تو کیا ہم نہ جاتے ۔ مَیں نہ بیعت کرلیتا جاکر۔ پس تم واپس چلے جاؤ۔ مرزا صاحب ہمارے واقف ہیں۔ میں جانتا ہوں اُن کو اچھی طرح۔ انہوں نے تو ایک دوکان کھولی ہوئی ہے جو چلے گی نہیں۔ خواہ مخواہ پیسے برباد کر رہے ہو تم ۔ کیا فائدہ جانے کا اُن کے پاس ۔ میرے ساتھی یہ باتیں سن کر خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا جو پیسے خرچ ہونے تھے وہ تو خرچ ہو گئے ۔ اب تو ہم ضرور جائیں گے ۔ دیکھ کر واپس آئیں گے ۔ خیر اُس نے روٹی منگوائی روٹی کھا کر ہم پیدل چل پڑے ۔ قادیان پہنچے۔ جلسہ شروع تھا۔ پچیس تیس آدمی تھے ۔ ایک تخت پوش تھا اور چند صفیں تھیں۔ رات میں کھانے کے لئے پلاؤ زردہ اور پھلکے آگئے۔ ہم نے کھا لئے۔ رات گزری۔ صبح سویرے کھا کر دس بجے جلسے میں شامل ہوئے۔ حضرت صاحب تشریف لائے۔ حضور کبھی رُومی ٹوپی سر پر رکھتے اور کبھی اُس پر ہی پگڑی باندھ لیتے اور ٹوپی پگڑی میں سے نظر آتی تھی ۔ حضور جب تخت پوش پر کھڑے ہوئے میں نے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو ایسی نورانی شکل بھلا اور کوئی نظر آتی ہے ۔ اگر مولوی محمد حسین کی باتوں پر جاتے تو کیسے بد نصیب ہوتے ۔

آخر پر حضور نے فرمایا پس یہ چند واقعات تھے جو میں نے بیان کئے ۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی اولادوں کو بھی وفا کے ساتھ جماعت سے منسلک رہنے اور ہم میں سے ہر ایک کو ایمان اور یقین میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ❁

بقیہ: ختم نبوت احمد جماعت احمدیہ از صفحہ ۲۷

سے یہ کہتا ہوں کہ تمہارا مقدر ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و بربادی ہے اور تمہارا مقدر ذلّت وخواری ہے۔ جس خدا کے نام پر اور جس حبیبِ خدا کے نام پر تم یہ ظلم و بربریت کر رہے ہو وہ خدا اپنی غیرت ضرور دکھائے گا۔ وہ خدا اپنے حبیب کی عزت وناموس کی خاطر تمہیں ضرور پکڑے گا کہ وہی اپنے حبیب سے حقیقی پیار کرنے والا ہے جسے قطعاً یہ برداشت نہیں کہ محسنِ انسانیت کو ظلم و بربریت کر کے بدنام کیا جائے۔ پس اب بھی ہوش کرو جو وقتاً فوقتاً آفات کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہی پیغام مل رہے ہیں اُنہیں سمجھو ورنہ جس دن اذنِ الٰہی نے آخری فیصلہ کرلیا اُس دن تمہاری خاک بھی نظر نہیں آئے گی۔ پس ہوش کرو، ہوش کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے۔ (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۱ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱)

اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو عقل و سمجھ عطا فرمائے اور نور بصیرت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ وارفع مقام ختم نبوت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا عن الحمد للہ رب العالمین۔ ❁❁❁

تصحیح: اخبار بدر کے شمارہ ۴۵، ۴۶ کے صفحہ ۲۱ پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے نیچے کیپشن میں سہواً ۲ جولائی لکھا گیا ہے جبکہ درست ۲۷ جون ہے۔ ❁ اخبار بدر کے خصوصی نمبر ''فیضان ختم نبوت'' شمارہ ۵۱۔ ۵۲ کے صفحہ ۳۸ کالم تین سطر نمبر ۲۶ میں سہواً ''ال تخصیص کا ہے جس سے مراد شریعت والے نبی نہیں'' لکھا گیا ہے جبکہ درست ''ال تخصیص کا ہے جس سے مراد شریعت والے نبی ہیں'' ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 10-17 Jan 2013 Issue No : 2-3

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

وقف جدید کے ۵۶ ویں مالی سال کا بابرکت آغاز۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ساری دنیا میں مالی قربانی کیلئے ایک نمونہ ومثال ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈیا میں پہلے سے زیادہ مالی قربانی کی طرف توجہ ہورہی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 جنوری 2013 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○

(البقرہ: ۲۶۳)

جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں ان کے رب کے پاس (ان کے اعمال) کا بدلہ (محفوظ) ہے اور نہ تو انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات (کہنا) اور (قصور) معاف کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے ایذارسانی (شروع ہو جائے) اور اللہ بے نیاز (اور) بردبار ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کے مضمون کا جو ادراک آج حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کو ہے وہ کسی اور کو نہیں یہ لوگ بےنفس ہو کر مالی قربانی کرتے ہیں۔ اور مالی قربانی کی خواہش کرتے ہیں۔ اگر خواہش کے مطابق نہ دے سکیں تو بے چین ہو جاتے ہیں۔ پرانے احمدیوں کا بھی یہ حال ہے اور نئے احمدیوں کا بھی یہ حال ہے۔ ایک عرب فیملی نے حالیہ بیعت کی تھی پڑھی لکھی فیملی ہے۔ معاشی تنگی کی وجہ سے نوکری نہیں ہے۔ بڑی مشکل سے گزارہ کر رہے ہیں۔ خاتون خانہ بڑے درد سے مجھے کہنے لگیں کہ میرا دل بہت بے چین ہے کہ کام نہ ہونے کی وجہ سے ہم چندہ پوری طرح نہیں دے پاتے میں نے انہیں سمجھایا۔ لیکن بار بار وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ میں کسی بھی قیمت پر پرانے احمدیوں سے پیچھے نہیں رہ سکتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے نتیجہ میں طبیعت میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ بعض افراد کے خلاف ان کی کسی حرکت کی بنا پر تعزیری کاروائی کی جاتی ہے کہ فلاں سے چندہ نہیں لینا اس پر وہ لوگ بے چین ہو جاتے ہیں اور معافی مانگنے لگتے ہیں کہ ہمیں کوئی دوسری سزا دے دی جائے لیکن ہمارا چندہ لیا جائے۔ حضور انور نے فرمایا پس آج روئے زمین پر کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو یہ جذبہ رکھتی ہے۔ مخالفین احمدیت باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن یہ اظہار اکثر ان کی تقریروں میں سننے میں آیا ہے کہ قادیانی یا مرزائی اپنے مقاصد کیلئے کتنی قربانی کر رہے ہیں اور تمہیں ایک مسجد بنانے کے لئے بھی توفیق نہیں ہے۔ اور جب کچھ خرچ کر لیتے ہیں تو جن کمیٹیوں میں دیتے ہیں ان سے جھگڑے ہوتے ہیں کہ ہم نے اتنا پیسہ دیا تھا اس کا حساب دو۔ حضور انور نے فرمایا یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیسے میں جو برکت نظر آتی ہے وہ دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں جب میں جامعہ احمدیہ جرمنی کا افتتاح کرنے گیا تھا تو ایک پاکستانی رپورٹر نے سوال کیا کہ کیا اس کیلئے حکومت سے مدد لی گئی ہے؟۔ میں نے جواب دیا کہ جماعت کا ہر کام چندہ سے ہوتا ہے۔ اس پر وہ بہت حیران ہوا۔ پس جس نیک نیت سے احباب جماعت چندہ دیتے ہیں اس کے مطابق خدا تعالیٰ برکت دیتا ہے اور احباب چندہ دے کر نہ پوچھتے ہیں نہ احسان جتاتے ہیں لیکن خرچ کرنے والے احباب کو بہت پھونک پھونک کر خرچ کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دُعاؤں کے طفیل ہم چندہ میں برکت دیکھ رہے ہیں۔ سو جہاں تک روپیہ آنے کا تعلق ہے اس کی کوئی فکر نہیں لیکن کہیں خرچ کرنے والوں کے دل دنیاوی اموال کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔ خرچ کرنے والوں کو توبہ استغفار سے کام لینا چاہیئے جب جماعت کے اموال بڑھتے ہیں تو مخالفین منافقین کے ذریعہ جماعت کی کوششوں میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے جو افضال ہیں وہ اس وقت تک ہم دیکھتے رہیں گے جب تک ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط رہے گا۔ حضور انور نے فرمایا مجھے اس بات کی کبھی فکر نہیں ہوئی کہ فلاح کام کس طرح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خود سب کام کر دیتا ہے اور احمدیوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی خاطر مالی قربانی کا معاملہ آتا ہے تو احمدی اپنا پیٹ کاٹ کر اپنا گزارہ کر لیتے ہیں اور یہی انبیاء کی جماعتوں کی نشانی ہوتی ہے کہ وہ چندہ دیکر احسان نہیں جتاتے بلکہ جماعت کا احسان مانتے ہیں کہ اس نے چندہ لیا۔

حضور انور نے فرمایا اس وقت میں چند واقعات پیش کروں گا کہ کس طرح جماعت احمدیہ میں قربانی کا معیار بڑھ رہا ہے اور دنیا کے ہر خطہ میں امیروں اور غریبوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اس سلسلہ میں حضور نے افریقہ، یورپ اور عرب ممالک کے کئی احباب کے واقعات پیش کرتے ہوئے انڈیا کے حوالے سے فرمایا کہ انڈیا سے تعلق رکھنے والے کالیکٹ کے ایک دوست نے اپنا چندہ وقف جدید دو لاکھ روپے سے زائد لکھایا اور یہ چندہ ان کی توفیق سے بہت بڑھ کر تھا۔ مالی سال کے آخر میں جب انسپکٹر چندہ لینے گئے تو انہوں نے فوراً چیک بنا کر اسے ادا کر دیا۔ کرولائی کیرلہ کے ایک دوست نے ہر چندے کا ایک الگ ڈبہ بنایا ہوا ہے۔ اور وقف جدید کا چندہ ۷ لاکھ ۸۰ ہزار سے زائد ادا کیا۔

حضور انور نے فرمایا اللہ کے فضل سے اب انڈیا میں پہلے سے زیادہ توجہ ہو رہی ہے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ جڑچرلہ آندھرا پردیش کے ایک نوجوان بعمر ۲۵ سال کی مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مالی قربانی کے لحاظ سے صوبہ آندھرا میں اول نمبر پر ہے۔ انہوں نے اپنا جو وعدہ لکھایا کاروبار میں آمد نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہ کر سکے۔ اگلے سال کا وعدہ پچھلے سال سے بڑھ کر لکھایا۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ مرکز میں لکھ کر چندہ معاف کروالیں لیکن موصوف نہ مانے اس سال گزشتہ سال کا اور امسال کا دونوں چندے ادا کر دیئے اور موصوف کا کہنا تھا کہ یہ حضور کی دُعاؤں کی برکت ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں پس یہ قربانیوں کی داستانوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

بعد ازاں حضور نے وقف جدید کے ۵۶ ویں سال کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵۵ ویں سال میں گزشتہ سال کے مقابل کئی لاکھ پاؤنڈ کا اضافہ ہوا۔

دنیا کی جماعتوں میں وقف جدید کا چندہ ادا کرنے والی اولین جماعتوں کے اسماء درج ذیل ہیں۔ پاکستان۔ برطانیہ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ نیوزی لینڈ، انڈیا، آسٹریلیا، انڈونیشیا، بیلجئم اور سوئٹزرلینڈ۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ ۸۰ فیصد، سوئٹزرلینڈ ۵۵ فیصد ہے۔ نئے شاملین کی تعداد کے لحاظ سے افریقن ممالک میں سب سے زیادہ شاملین ہیں جو ۶ لاکھ ۹۰ ہزار سے زائد شاملین ہیں۔ اس میں نائجیریا اول نمبر پر ہے۔ افریقہ میں مجموعی لحاظ سے گھانا نائجیریا، ماریشس، بورکینا فاسو، اور آئیوری کوسٹ ہیں۔

ہندوستان کے صوبوں میں کیرلہ تمل ناڈو، جموں کشمیر، آندھرا پردیش، مغربی بنگال، کرناٹک، اُڑیسہ، پنجاب بشمول قادیان، یوپی، مہاراشٹر اور دہلی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اللہ کرے ہم اللہ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی میں بڑھنے والے ہوں۔ خطبہ کے آخر میں حضور انور نے لیبیا کے احمدیوں کیلئے دُعا کی خصوصی تحریک فرمائی۔

❁❁❁

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان